رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸ رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا مشہور و معروف اخبار جس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا۔

THE ALHAKAM QADIAN

الحکم

قادیان

دورِ جدید

ان اللّٰہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

چہ گویم با تو گر آئی بجا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ہفتہ وار

چندہ سالانہ
حکومت اور والیان ریاست سے ما ؍
امراء و روٴسا سے صہ ؍
معاونین سے عـہ ؍
عوام سے صمہ ؍
ممالک غیر سے ۱۲ ؍

مدینۃ المسیح
قادیان دار الامان سے ہر انگریزی ماہ کی ۷ ؍ ۱۴ ؍ ۲۱ ؍ ۲۸ ؍ تاریخ کو خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ شائع ہوتا ہے

قیمت فی پرچہ ۲ ؍

مدیر اعلیٰ
شیخ یعقوب علی تراب
احمدی عرفانی

بیا در بزم مستاں تا ببینی عالمے دیگر
بہشتے دیگرے و ابلیس دیگر آدمے دیگر

مدیر مسئول
شیخ محمود احمد عرفانی
مجاہد مصری

جلد ۳۸ ۔ ۲۰ جمادی الاول ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۱ اگست ۱۹۳۵ء یوم چہارشنبہ ۔ نمبر ۳۰

بجرام کرد وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد (الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

مسجد شہید گنج لاہور

اور مخدوم مرید حسین صاحب قریشی

مسجد شہید گنج کے موضوع پر مخدوم مرید حسین صاحب قریشی نے جو درگاہ حضرت غوث بہاء الحق والدین ذکریا رحمۃ اللہ علیہ ملتان کے سجادہ نشین ہیں ایک نہایت عمدہ رسالہ لکھا ہے۔ اسی رسالہ میں مخدوم صاحب نے مسجد شہید گنج کے تاریخی حالات اور موجودہ مناقشات میں اپنے مریدوں کے لئے راہنمائی کی ہے۔ مخدوم صاحب کے مریدوں کا حلقہ بہت وسیع ہے۔ ضرورت تھی کہ ان جیسا روشن خیال انسان اس معاملہ میں نہ صرف اپنے مریدوں کے لئے بلکہ عامۃ المسلمین کے لئے اپنی رائے سے راہنمائی کرتا۔ مجھے مخدوم صاحب سے اپنے زمانہ قیام ملتان میں متعدد مرتبہ شرف نیاز حاصل کیا۔ وہ اسلام کا درد اپنے دل میں رکھتے ہیں اور مسلمانوں کی پراگندگی اور بدحالی پر ہمیشہ خون کے آنسو بہاتے ہیں۔ اس غرض کے لئے انھوں نے ہمیشہ تقریریں کیں اور کتابیں لکھی ہیں۔

کاش مسلمانوں میں اس قسم کے چند ایک اور سجادہ نشین ہوتے تو مسلمانوں کی پراگندگی دور ہو جاتی۔ چنانچہ مسجد شہید گنج کے سلسلہ میں لکھتے ہوئے اپنے اس درد کا اظہار کیا ہے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں کہ:—

مسلمان اور پارٹی بازی

لیکن میں تو سمجھتا ہوں کہ مسلم مفاد کے خلاف یہ برادران وطن کی خطرناک چالیں نہ تھیں۔ جنھوں نے یہ نازک صورت حالات پیدا کر دی خود ہمارے اندر کی بعض پارٹیوں کو بھی کسی ایسے ہنگامہ کی ضرورت تھی۔ جو مسلمانوں کی آئندہ سیاسیات کا رخ ان کے حق میں کامیابی کے ساتھ پھیر سکتا۔ پارٹی بازی تو ہر جمہوری نظام کے ساتھ لازم ملزوم ہے۔ لیکن جو شکل مسلم قوم کی بدقسمتی سے اس پارٹی بازی نے مسلمانان ہند بالخصوص مسلمانان پنجاب کے اندر اختیار کی ہے اس کے پیش نظر یہ معلوم ہوتا ہے کہ بیگانے تو جو کچھ ہمارے مقاصد کے فنا کرنے کے لئے کرینگے۔ ہمارے قومی مقاصد خود ہمارے ہاتھوں محفوظ نہیں جیسا کہ اخبارات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ اگر واقعی ایک خاص گروہ نے مسجد کے قضیہ سے اپنے پراپیگنڈہ کا فائدہ اٹھانا چاہا تاکہ آئندہ انتخاب میں من حیث الجماعت وہ گروہ برسر اقتدار آجائے تو اس سے بڑھ کر مسلم قوم کی بدقسمتی کیا ہو سکتی ہے؟ کہاں مسجد خانہ خدا! اور کہاں اس کو نشانہ بنا کر انتخابی پراپیگنڈا کا موضوع بنانا! اور اس سے وہ ہنگامہ برپا کرا دینا جس سے سکھ مسلمانوں سے ٹکرا جائیں۔ مسلمان حکومت سے بگڑ جائیں اور مسلمانوں کی پارٹیوں کی اندرونی جنگ بھی اسی ایک شعلہ سے اتنا خطرناک فروغ پائے کہ خود مسلمان قوم کی ہستی اس سے جل اٹھے۔ آہ! ؎

گر مسلمانی ہمیں است کہ واعظ دارد
وائے گر در پس امروز بود فردائے

نیشنل لیگ کے پانچہزار ممبر بنانا
سلسلہ کی سیاسی مشکلات کی جڑھ
پر کلہاڑا چلانا ہے

ضلع گورداسپور کی تمام احمدی جماعتیں توجہ کریں

ضلع گورداسپور میں جہاں جہاں احمدی جماعتیں قائم ہیں ان کا فرض ہے کہ فوراً اپنے اپنے مقام پر جلسہ کر کے نیشنل لیگ قائم کریں اور باقاعدہ ممبری کے لئے ہر ایک شخص سے دستخط لیں۔ اگر سرکاری ملازم اور پنشنر اور وہ احمدی جو دو سال کے اندر اندر احمدی ہوئے ہوں لیگ کے ممبر نہیں بنائے جائیں۔ ہر ایک ممبر سے ماہواری چندہ لکھایا جائے

اسی طرح پندرہ سال سے چالیس سال تک کے نوجوان اپنے آپ کو نیشنل لیگ کور کے ممبر بنائیں۔ پس ایک ہفتہ کے اندر اندر لیگیں اور کوریں قائم کر کے اطلاع دی جائے۔ اطلاع بھیجتے ہوئے مندرجہ ذیل امور کو واضح کر دیں

(۱) عہدہ دار کون کون مقرر ہوئے اور کس کس عہدے پر
(۲) نیشنل لیگ کے کتنے ممبر ہوئے۔
(۳) نیشنل لیگ کور کے کتنے ممبر ہوئے

اس امر کو بخوبی جان لینا چاہیئے کہ تمام لیگیں ضلع وار حلقوں میں تقسیم کی جائینگی .... تمام ضلع وار لیگیں آل انڈیا نیشنل لیگ لاہور کے ماتحت ہونگی۔ اسلئے ضلع گورداسپور کی لیگوں کا مرکزی دفتر قادیان ہوگا۔

پس ضلع گورداسپور کے ہر مقام پر کھلنے والی لیگ اپنے آپ کو قادیان سے فوراً ملحق کرے تاکہ کام جلد مکمل ہو سکے اور عملی کارروائی کی جا سکے۔ تمام خط و کتابت اس پتہ پر ہو۔ "صدر نیشنل لیگ قادیان"

نوٹ:— جو صاحب اس مفید رسالہ کا مطالعہ کرنا چاہیں وہ مخدوم صاحب کی خدمت میں لکھ کر طلب کر سکتے ہیں

مکتوبات احمدیہ

الحکم ہمیشہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات و مکتوبات جمع کرنے میں سلسلہ کے تمام اخبارات میں ممتاز رہا ہے۔ جہاں کہیں سے کوئی مکتوب گرامی ملا فوراً اسے حاصل کرنے کی سعی کی جاتی ہے۔ اب تو ہماری یہ خواہش رہتی ہے کہ مکتوب کو ان کے اصل رسم الخط میں شائع کیا جا سکے۔ آج کی اشاعت میں ہم مکرم محترم خان عبدالمجید خان صاحب پنشنر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کپورتھلہ کے ممنون ہیں کہ انھوں نے حضرت خواہش کے مطابق کچھ مکتوبات دفتر الحکم کو شائع کرنے کے لئے دیئے ہیں۔ جن کو میں باری باری نہایت شکریہ کے ساتھ شائع کرتا رہوں گا

آج کی اشاعت میں ہم ایک ایسا مکتوب گرامی شائع کرتے ہیں۔ جس میں حضور نے ایک گھوڑی کی خرید کا ارشاد فرمایا ہے۔ گھوڑی کے متعلق جو ہدایات دی ہیں ان کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اعلیٰ درجہ کے شاہسوار تھے۔ اور گھوڑوں کی بڑی شناخت رکھتے تھے۔ نیز اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور نے بچپن ہی سے صاحبزادوں کی تربیت کس رنگ میں فرمائی اور اسطرح حضور کی سیرت کے اس پہلو پر بھی بہت بڑی روشنی پڑتی ہے (ایڈیٹر)

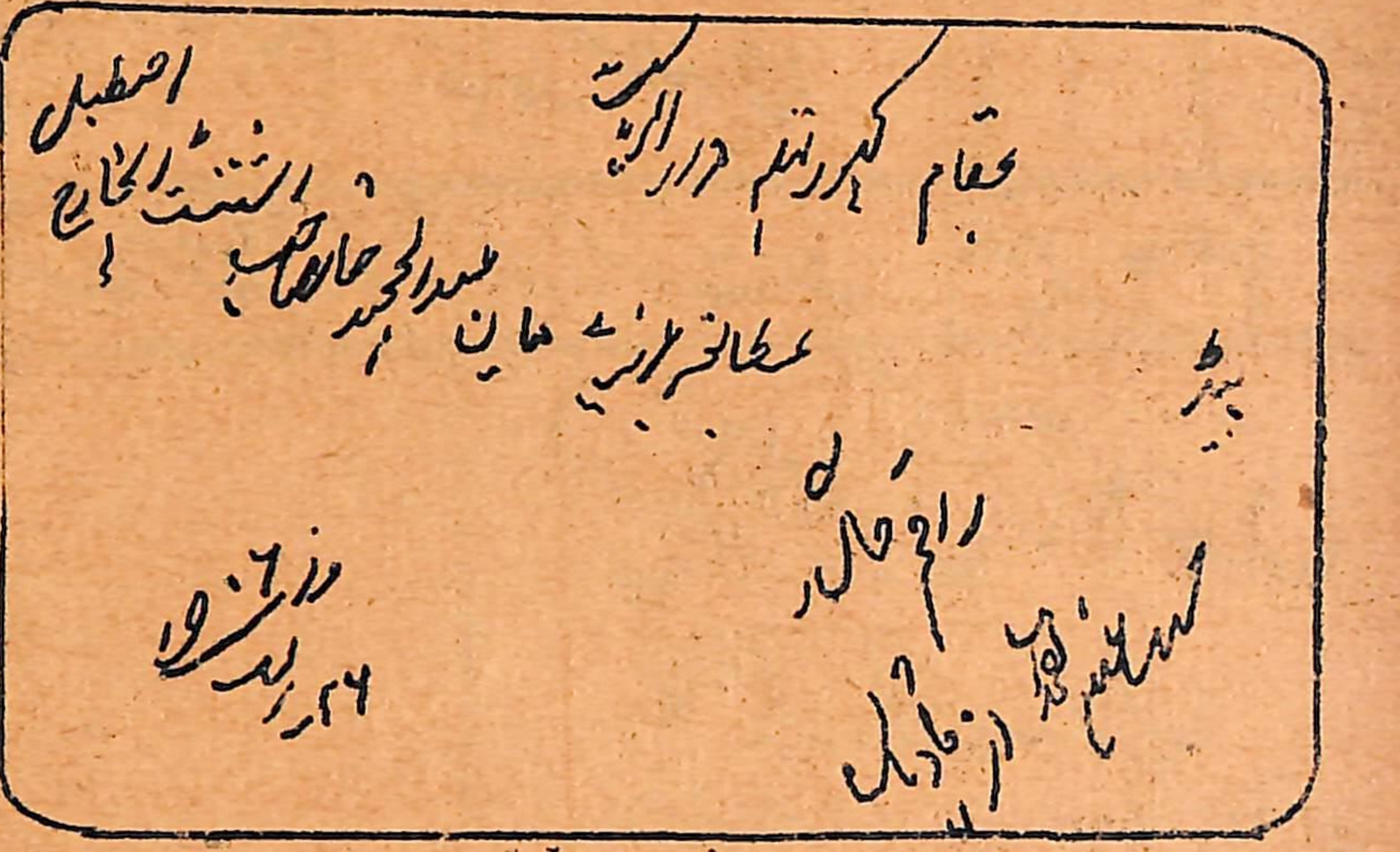

بمقام کپورتھلہ

اسسٹنٹ انچارج اصطبل

بیرنگ

راقم خاکسار

از قادیان

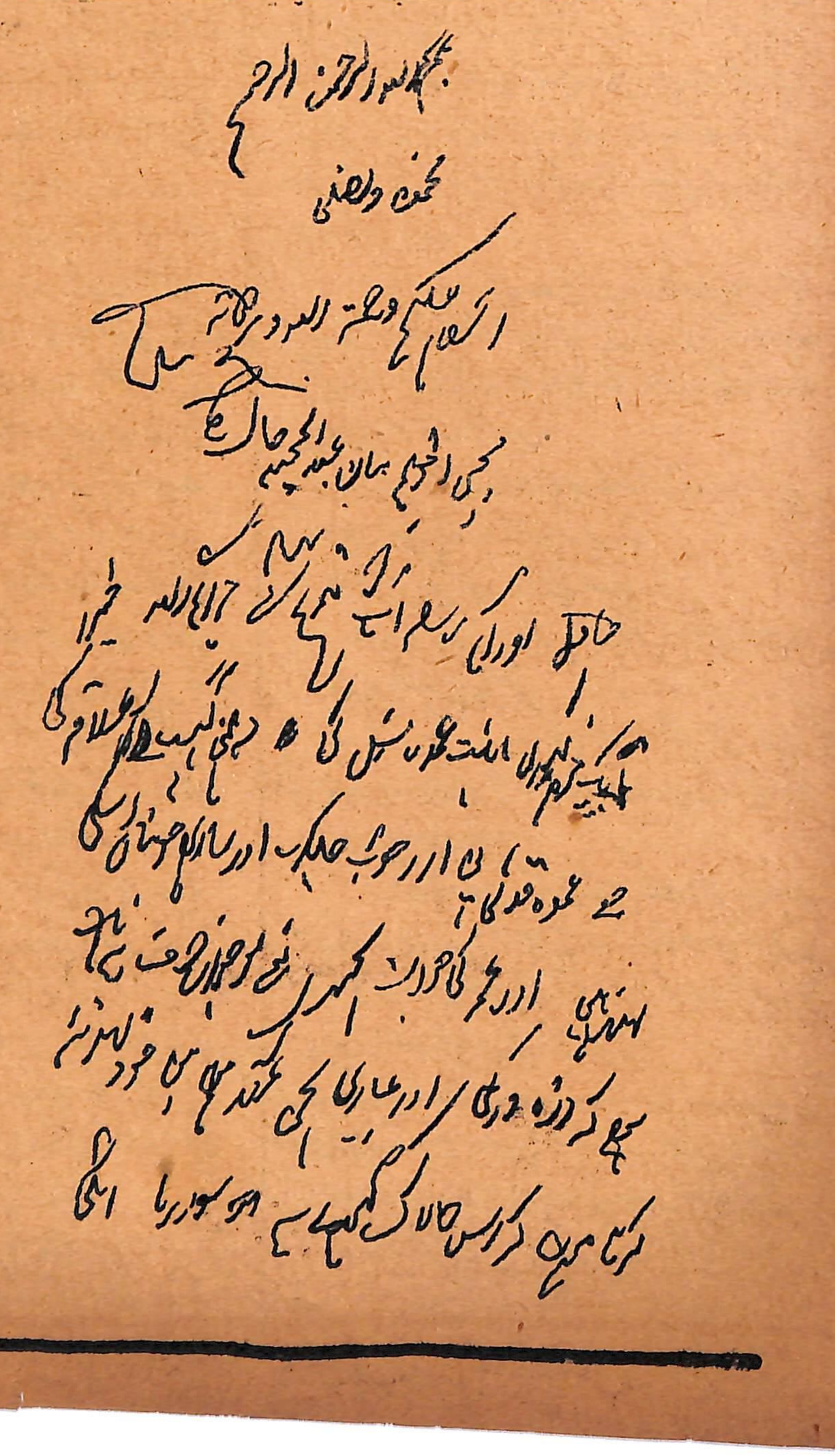

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

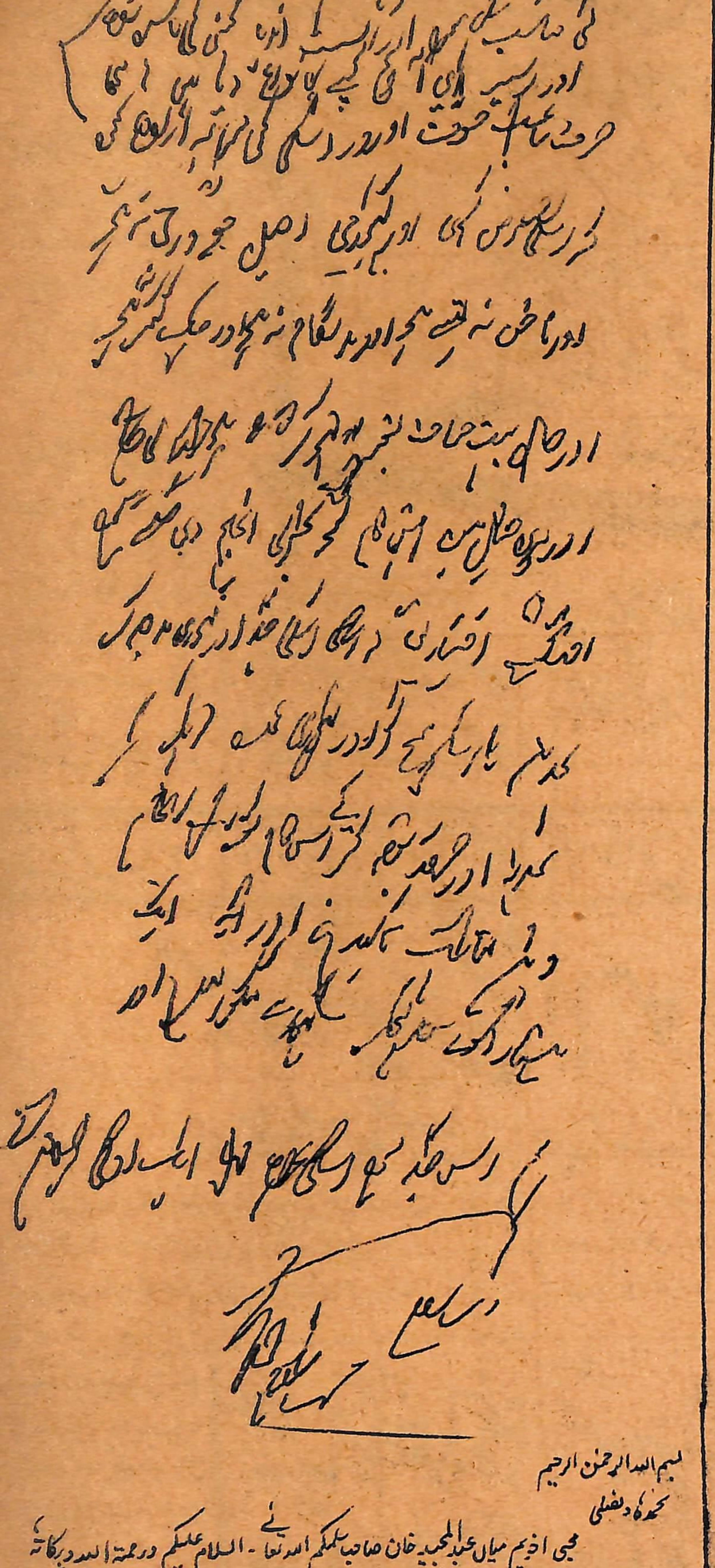

والسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی

محبی اخویم میاں عبدالمجید خان صاحب سلمکم اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

چاول اور آم مرسلہ آپ کے پہنچ گئے۔ جزاکم اللہ خیراً۔ ایک گھوڑی نہایت عمدہ نسل کی دھنی کھیپ علاقے کی ہے۔ عمدہ قد کی۔ اور خوب چالاک اور ساری خوبیاں اس کے اندر ہیں اور عمر کی جوان بچھیری۔ یعنی نوجوان۔ صرف یہ بات ہے

اور ہمارے بچے کمزور ہیں میں خود اندیشہ کرتا ہوں کہ اس چالاک گھوڑی پر سواری ان کے مناسب نہیں۔ اور ایسٹ انڈیا کمپنی کی پاس شدہ ہے اور اسپر ای۔ آئی کمپنی کا داغ دیا ہوا ہے صرف باعث خوف دور اس کے میرا یہ ارادہ ہے کہ اس کے عوض کوئی اور گھوڑی اصیل جو اڑتی نہ ہو اور ناخن نہ لیتی ہو اور الگام نہ ہو اور چابک گیر نہ ہو۔ چال بہت صاف بغیر ٹھوکر کے۔ خرید لی جائے۔ اور میرے خیال میں آپ اس کام کو بخوبی انجام دے سکتے ہیں۔ اور آپ کا اختیار ہے کہ اس جگہ اور گھوڑی بدلا کر بھیج دیں۔ یا اس کو بیچ کر اور گھوڑی عمدہ خرید کر بھیج دیں اور ضرور توجہ کر کے اس کام کو انجام دیں نہایت تاکید ہے۔ اور آپ ایک ہوشیار آدمی بھیج کر گھوڑی منگوا لیں۔ اور ہم اس جگہ بھی اس کے ہمراہ اپنا ایک آدمی کر دینگے۔ والسلام

مرزا غلام احمد از قادیان
۲۶ر اگست ۱۹۰۶ء

سیرۃ المہدی کا ایک ورق

از قلم حضرت مولوی امام الدین صاحب آف گولیکی

مولوی امام الدین صاحب نے حسب ذیل بیان ذکر حبیب کی ایک مجلس میں پڑھ کر سنایا۔ اس میں ان واقعات کا بھی ذکر ہے جن سے ان کی توجہ احمدیت کی طرف ہوئی۔ حضور کے بعض معجزات اور حضور کے نیوضات کا تذکرہ ہے۔ جو مولوی صاحب حضور سے حاصل ہوئے۔ اس میں تصوف اور صوفیوں کا بھی مختصر حال آگیا ہے۔ بہرحال یہ مضمون اہل ذوق کے لئے بہت ہی دلچسپ اور لطیف ہے۔ (ایڈیٹر)

میں اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں اور الحمد للہ رب العالمین پڑھتا ہوں جس نے میری تربیت اسی صفت کے ماتحت فرمائی۔ اور بشارت رویا میں اپنی تمثیلی صورت صرف نوری جدہ ماجدہ کی کیطرح ہیئت عظیمہ میں عند العرش دکھائی۔ اور میری فطرت طالب المولیٰ ہونے میں اپنے جد اعلیٰ حضرت دیوان حاجی عبد اللہ بغدادی رضی اللہ عنہ اور جد امجد الحاج اکرام الدین المدفون فی جنۃ البقیع کے مشابہ بنائی۔

علاوہ بریں علوم مروجہ عربی فارسی عقلی نقلی پر اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ کی وساطت سے واقفیت پائی۔ پھر خداوند کریم کی مہربانی سے ہر قسم کے علم سے میں بہرہ ور ہوا۔ حتیٰ کہ فارسی کی انشا پردازی اور شاعری بھی سیکھی اور علوم وہمیہ۔ رمل نجوم میسمریزم یعنی علم توجہ وظائف تعویذات بھی مطالعہ کئے۔ گو میں نے علوم مذکورہ کو بدرجہ کمال تو حاصل نہیں کیا۔ مگر اس سے میری اصلی مراد تکمیل انسانیت تھی۔ اور حصول حقانیت و روحانیت بناءً علیہ سلوک و تصوف اور مردان خدا کی صحبت کا شوق دامنگیر رہتا تھا۔

حضرت ابی المکرم الفاضل الجلیل بدر الدین رحمۃ اللہ علیہ اکثر مع اشتغال تعلیم علوم عربی فارسی مجرد فقراء اور صاحب کرامت اولیاء سے بڑی محبت رکھتے تھے۔ گدی نشین مشائخ کے سلسلہ میں داخل ہونا انھیں ہرگز پسند نہ تھا۔ ان کے اُستاد حضرت مولانا سید شمس الدین صاحب جالندھری بڑے ولی اللہ اور صاحب کرامت تھے۔ آپ اکثر ان کی کرامات سناتے تھے۔ اور ان کا اتقا اور حالات کا اخفا بیان فرماتے تھے ہدایت النحو پڑھاتے ہوئے جب اکل الکمثرے یحیے (یحیٰی نے ناسپاتی کھائی) کی مثال آئی تو حضرت شاہ صاحب نے مجھے پوچھا کہ کمثرے جانتے ہو۔ میں نے نفی میں جواب دیا تو آپ نے اپنی جیب مبارک میں ہاتھ ڈال کر ناسپاتی نکالی اور دکھا کر زیر دامن کر دی اور سبق دینے لگے

میں نے ناسپاتی کبھی دیکھی نہ تھی جا کر بازار میں پوچھا تو میوہ فروش کہنے لگے کہ ناسپاتی کا ابھی موسم نہیں دیر سے آئیگی۔

ہماری تعلیم کی حالت میں کئی لوگ دعا کرانے اور مہمات کے انجام دریافت کرنے آتے۔ تو آپ پہلے سے ہی فرماتے کہ وہ شخص آتا ہے۔ تمہارے سبق میں ہارج ہوگا۔ اسے یہ جواب دے دو۔ جو کہ بعد میں پورا ہو جاتا تھا۔ مگر ہمیں اور سائل کو مخفی رکھنے کی تاکید شدید فرماتے تھے میں ڈر اور شرم کے مارے کبھی کچھ نہ پوچھتا تھا۔ مگر فقر و تصوف کا شوق دل میں بڑھتا جاتا تھا۔ اور صوفی لوگ درویشانہ صورت کے ہمارے ہاں آتے تھے۔ حضرت ابی المکرم سے پوشیدہ اُن سے وظائف پوچھتا۔ اور حسب استطاعت اللہ اللہ کرتا پاس انفاس وغیرہ سیکھتا تھا۔ پھر میں بقول سعدی رح ؎

تمتع دہر گوشۂ یافتم
زہر خرمنے خوشۂ یافتم

ہر قسم کے فقراء رند اور متشرع گدی نشین وغیرہ حتیٰ کہ ہندو مسلم سے سائل روحانیت بن کر وظائف اور شغلے اور مراقبے دریافت کرتا رہا۔ چنانچہ قادری سلسلہ میں بتانے والے حضرات کو بھی ملا اور نقشبندیوں سے بھی توجہات لیں اور رند اہل کشف بھی دیکھے اور باہمہ حسن ظن سب پر تھا۔ چنانچہ سیال شریف دوبارہ گیا اور سید پیر حیدر شاہ صاحب کی خدمت میں جلالپور کیکناں بھی کئی بار جاتا رہا۔ اور جو وہ بتلاتے اس پر عمل کرتا رہا۔ بہت فقراء اہل کشف کے کشوف بھی صحیح پائے غرض میں نے بیس سال کی مدت میں بقدر فہمید یہ تو سمجھ لیا کہ صوفی ہر ایک فرقے میں موجود ہیں کیا مسلم کیا غیر مسلم۔ مگر حیرت تو یہ تھی کہ وہ کونسی بات ہے جو اسلام ہی سے خاص ہے۔ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے ملتی ہے۔ جبکہ کشف اور بعض خرق عادت باتیں اور ذکر قلبی وغیرہ لطائف اور مراقبات ہر مذہب و ملت کے فقراء اور صوفیا میں بالاشتراک پائے جاتے ہیں۔ آخر جب تیرھویں صدی کا آخیر آیا تو مجھے مجدد کی تڑپ لگی۔ اور غیر مسلموں۔ اور بدعتیوں اور وہابیوں سے بھی بیزاری سی دل میں محسوس ہونے لگی۔

پہلے تو ڈھونڈ بھال کے سلسلہ میں انجمن حمایت اسلام کی مجموعی ہیئت کو میں نے مجدد تصور کیا۔ گو جلدی ہی ممبروں کے حالات سن کر سمجھ لیا کہ گو اسلام کے علوم کی ترقی تو ان کے مد نظر ہے مگر روحانیت کے آثار یہاں نظر نہیں آتے۔ خیر۔

اس اثناء میں ایک رویا دیکھا کہ ہمارے مشرق و جنوب کی جانب سے ایک لشکر گھوڑوں پر سوار نکلا ہوا پر اڑتا ہوا آسمان کی طرف سے ہماری طرف نزول فرما رہا ہے۔ چنانچہ ان میں سے ایک سوار ہمارے گھر آ اترا اور میری چارپائی پر آ کر بیٹھ گیا۔ اس نے مجھے ایک قرآن شریف حمائل اور ایک چاقو دیا۔ جس سے قلم تراشی کی جاتی ہے۔

اور پھر ایک اور رویا میں ایک بزرگ ہاتھ میں عصا لئے ہوئے چلتے ہوئے۔ اور پھر کھڑے ہوئے دیکھے۔ ان کے گرد بہت سا مجمع تھا۔ اور لوگ اُن سے فیضیاب ہوتے تھے۔

پھر میری والدہ ماجدہ صالحہ قریشیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک رویا سنائی کہ میں نے دیکھا ہے کہ ایک بادشاہ نے تجھے پروانہ یا فرمان بھیجا ہے

ایک رملی نے مجھے بتایا کہ تجھے اس کامل مرد سے فائدہ ہوگا۔ جس کے نام کے پہلے حرف غ ہے۔ لیکن میں نے ان دنوں قادیان کا نام بھی نہیں سنا تھا۔

میری بخت بیداری کے ایام نزدیک آئے تو میرے چچا زاد بھائی حافظ کامل الدین مرحوم کا لڑکا محمد حسین نابینا حافظ میرے ملنے کے لئے ایک دن گولیکی آیا۔ تو اس نے حضرت اقدس علیہ السلام کا ذکر کیا اور باتیں سنائیں۔ مگر صرف دعویٰ اور دلیل جو تھی وہ صوفیانہ طور پر نہ تھی اسلئے میری دلچسپی کا موجب نہ ہوئے۔ اور غالباً کوئی کتاب ازالہ اوہام دوسری بار آ کر مجھے مطالعہ کے لئے دے گیا۔ مگر وہ بھی صوفیانہ رنگ کی نہ تھی اسلئے دلچسپ نہ ہوئی ہاں فکر لگ گئی اور علماء اور مشائخ کی مخالفت سن سن کر حضرت مسیح موعود کا عالم فاضل ہونا دل میں آتا تھا۔

ایک دن کوئی مذکوری (ہرکارہ تحصیل) کتاب ہاتھ میں لئے ہوئے ہماری مسجد میں جبکہ میں شرح ملا وغیرہ پڑھا رہا تھا آ بیٹھا۔ اور یوں گویا ہوا۔ کہ ایک شخص مدعی مسیحیت کہتا ہے انا انزلناہ قریباً من القادیان۔ قادیان میں ہو کر کہتا ہے قریباً من القادیان اس کے کیا معنی ہوئے؟

پھر وہ سپاہی کہنے لگا کہ آپ یہ عربی کتاب (حضرت اقدس علیہ السلام کی) دیکھیے پھر کچھ زبان سے کہیئے۔ میں نے کہا کہ لاؤ تو سہی دیکھوں اس میں کیا ہے۔ میں نے دیکھا تو وہ پادری عماد الدین کے جواب تحدی سے عربی کا رسالہ (نام یاد نہیں) تھا۔ مطبوع مترجم تھا۔ میں رسالہ دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اور مطالعہ کے لئے مطالبہ کیا تو اس سعید الفطرت نے مجھے ایک ماہ کے لئے دے دیا پھر بھی میرے دل میں یہی آیا کہ یہ شخص فاضل علوم عربیہ اور اعلیٰ درجہ کا مناظر مذہب اور ماہر کتب عربیہ ہے۔ پھر اتفاقیہ میرے چچا مرحوم شمس الدین رحمۃ اللہ میری خبرگیری اور حال پرسی کے لئے آئے اور رات کیوقت گفتگو کرتے ہوئے کہ۔

لفظ [illegible]

فرمایا:- عزیز یاد رکھ کہ مرزا صاحب کے حق میں کوئی کلمہ ہتک آمیز نہ بولنا۔ وہ بڑا اولیا اور بزرگ آدمی ہے۔ میں نے دیکھا وہ بڑا صالح اور عالم فاضل حامی اسلام ہے ورنہ تباہی آجائے گی۔ العیاذ باللہ

میں ڈر گیا اور شوق پیدا ہوا کہ ایک بار دیکھ تو لوں۔

میں ان ایام میں جناب پیر ظہور حسین صاحب سے ملنے بٹالہ آیا کرتا تھا۔

ایک دفعہ بٹالہ ان کے عرس یازدہم ربیع الثانی پر اُن کی ملاقات کو آیا۔ تو اُن سے اجازت طلب کی۔ کہ اگر آپ فرمائیں تو مرزا صاحب قادیانی کو دیکھ آؤں انھوں نے اجازت دیدی۔ میں یکہ پر بوقت ظہر اس پاک بستی میں آیا۔ اور یکہ والے کو کہدیا کہ یہیں ٹھیرنا میںنے واپس بٹالہ جانا ہے

نماز ہو چکی تھی مسجد مبارک اسوقت چھوٹی سی تھی کہ ایک صف میں پانچ یا چھ آدمی نماز باجماعت پڑھتے تھے میںنے نماز تو مقتدی بن کر پڑھ لی۔ لیکن دوبارہ اس خیال سے پڑھی کہ میری نماز نہیں ہوئی۔ اسوقت غالباً مولوی قطب الدین صاحب امام تھے۔ یہ نماز عصر تھی۔ مگر میںنے نماز سے قبل حضرت اقدس سے ملنے کی خواہش کی تو حاضرین نے کہا کہ حضور ظہر کی نماز پڑھ چکے ہیں۔ اب عصر کیوقت آئینگے۔ میں نے کہا میں نے واپس جانا ہے میرے اصرار پر حضرت اقدس علیہ السلام کو خبر کی گئی آپ باہر تشریف لائے۔ غالباً دفتر محاسب کے سامنے گلی والا مسقف مقام تھا۔ حضور نے محبت سے فرمایا آپ کہاں سے آئے ہیں اور کیا مطلب ہے؟ میں نے کلام کرنے سے پہلے قلیل نذرانہ پیش کیا۔ تو آپنے فرمایا کہ یہ کسی فقیر محتاج کو دیدیں پھر میرے اصرار پر یہی فرمایا کہ کسی محتاج فقیر کو دیدیں. میں نے کہا بھی کہ لوگ فقیروں سے خالی ہاتھ ملنے کو اچھا نہیں جانتے۔ مگر آپنے نہ لیا۔ یہی سمجھا کہ عقیدت درست ہوتی تو نذر منظور کر لیتے

پھر فرمایا کہ پوچھو جو پوچھتے ہو۔ میں نے عرض کی کہ الگ ہو کر میرا عریضہ سنیئے فرمایا کہ یہاں کوئی بیگانہ نہیں ہے[1] آپ بیتکلف جو کہنا ہے کہیں۔ میں نے عرض کی کہ آپ کی کسی کتاب میں آپ کا یہ دعویٰ دیکھا ہے کہ مجھے وحی ہوتی ہے۔ یہ تو انبیاء کا خاصہ ہے۔ آپنے فرمایا کہ قرآن میں تو اوحی ربک الی النحل اور اوحینا الی ام موسیٰ اور مریمؑ کی نسبت بھی مکالمہ مذکور ہے اور سید عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے فتوح الغیب میں بھی مکالمات الٰہیہ کا ذکر کیا ہے اور حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی وحی کی نسبت اولیاء اللہ نے بھی مکمل ذکر فرمایا ہے۔

میں نے عرض کی علماء روحی رسالت کہتے ہیں۔ مگر میں بحث کرنے نہیں آیا۔ اور نہ مجھے طریق مناظرہ پسند ہے آپ اہل اللہ کے طریق پر اپنی صداقت مجھے سمجھائیں۔ تب مجھے سمجھ آئے گی۔

آپنے فرمایا کہ چند روز میرے پاس رہیں تو آپ کا مطلب پورا ہو جائے گا۔

میں نے عرض کی کہ بوجہ ملازمت مدرسہ سرکاری رہ نہیں سکتا اتنی رخصت نہیں۔

آپنے فرمایا کہ پھر آپ میری نسبت خدا سے پوچھیں[2] عرض کی خدا سے کسطرح پوچھوں فرمایا جسطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

میں نے عرض کیا وہ کسطرح؟

فرمایا:- استخارہ کرو

پھر عرض کیا کہ کونسا استخارہ؟

فرمایا:- جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے پھر میںنے رخصت مانگی۔ چلتے ہوئے حضور نے ایک خادم سے فرمایا کہ انھیں نور القرآن دے دو (یہ رسالہ ان دنوں جاری تھا) وہ میں نے لے لیا۔ اُسوقت حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ موجود تھے اُنھوں نے فرمایا کہ یہ شخص تو سعید معلوم ہوتا ہے۔

پھر میں یکہ پر سوار ہو کر واپس بٹالہ آیا۔ پیر جی نے پوچھا تو میں نے سب واقعہ بیان کر دیا۔ مگر اپنا عندیہ بیان نہ کیا۔ کیونکہ انھیں ناگوار گزرتا تھا۔

پھر میں نے گوسیکی آکر مطالعہ کتب حضرت اقدس وقتاً فوقتاً شروع کیا۔ اور استخارہ اور دعا سے کام لینے لگا۔ کئی خوابیں آتی تھیں مگر تسلی نہ ہوتی تھی۔ اور باتیں موافق و مخالف سننے لگا۔ کئی مرتبہ دعاؤں میں نہایت الحاح سے درخواست کرتا تھا کہ خدایا اگر مجھے مرزا صاحب کی صداقت کا حال نہ بتایا گیا تو میں قیامت کے دن جب بازپرس ہوگی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کیوں ایمان نہ لایا اور کسلئے بیعت نہ کی۔ تو میں یہی عذر پیش کروں گا کہ باوجود اتنے الحاح کے مجھے نہیں بتایا گیا۔ پھر کیا مجھے بلا حجت ہی دوزخ میں دھکیل دیا جائے گا؟ اھدنا الصراط المستقیم پڑھتے پڑھتے اتنی مدت گزر گئی مولیٰ پاک رحم فرما آمین۔

آخر تخمیناً چار ماہ بعد مجھے خواب آئی۔ جو کئی بار استخارہ اور دعوات کے بعد آئی تھی۔ کہ کوئی شہر ہے (غالباً قادیان دارالامان ہی ہے) اس میں حضرت مسیح موعودؑ نے صبح کی نماز پڑھائی ہے۔ آپ فارغ ہو کر اندر کے کمرے سے باہر کے دوسرے کمرے میں آبیٹھے۔ نہایت نورانی چہرہ ریش مبارک حنا سے رنگین۔ میں دل میں کہہ رہا تھا کہ مدت ہوئی سوال کرتے ہوئے۔ مگر جواب کا انتظار ہے۔ حضور کے دہن مبارک سے بڑی آواز یہ آئی:

(جس آؤنا سی اوہ تاں آگیا) یہ آواز گو حضور کے منہ سے نکلی تھی۔ مگر نہایت موثر ہو کر میرے دل میں جاگزین ہو گئی۔ جس کی روشنی سے شک اور وہم کی تاریکی سب دور ہو گئی اور علم بالیقین ہو گیا کہ جس مسیح و مہدی کا انتظار تھا وہ یہی ہے۔ صبح کا وقت اور مسجد اور چہرہ مبارک نورانی۔ اور آواز وحی کی تاثیر دل نشین ہو گئی۔ پھر تسلیم ہونے کے بعد کتاب مخالفانہ دیکھی۔ اس کے جواب کو دل نے پا لیا۔ اور اکثر دوستوں اور شاگردوں کے رویائے یقین کو ترقی دی میرے چچا مرحوم کے پوتے گل حسن رحمۃ اللہ نے سنایا کہ میںنے دیکھا کہ میں کعبہ شریف گیا ہوں اور وہاں بیت اللہ کے اندر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود کو دیکھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ میری بیعت منظور فرمائی جاوے۔ حضور نے فرمایا کہ اب مسیح موعود ہی تمہاری بیعت لیں گے۔

مولوی غلام رسول صاحب راجیکی جو میرے پاس پڑھتے تھے اُنھوں نے بتایا کہ میں نے گیارہ بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مرزا صاحب کی صداقت سنی ہے۔ ایسے بہت سے دوستوں نے میرے یقین کی ایسے ہی رویا صادقہ سے امداد فرمائی۔ فالحمد للہ۔ پھر میں نے غالباً ۱۸۹۵ء میں بیعت کر لی —

اب حضور کا بڑا معجزہ جو خاص ہمارے گھر میں رونما ہوا لکھتا ہوں وہ یہ ہے:-

عزیزم قاضی محمد ظہور الدین اکمل مڈل فارسی پاس کر کے گجرات انٹرنس پاس کرنے کے لئے گیا۔ اسے وہاں محنت اور اچھی غذا نہ ملنے سے حرارت شروع ہو گئی آخر ایک حاذق طبیب نے مجھے اور میری والدہ کو علیحدگی میں کہا کہ تمہارا لڑکا مدقوق ہو گیا ہے۔ اور دوسرے درجہ میں بیماری ترقی کر گئی ہے۔ اس لڑکے کو نہ بتانا کچھ معمولی علاج کرتے رہنا۔ اور صبر کرنا۔

یہ بات سنتے ہی میری کمر ٹوٹ گئی۔ اور مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کو ساتھ لے کر قادیان آیا۔ حضور مسجد مبارک کے سقف پر مع اپنے صحابہ اور معزز مہمانوں کے دن کا کھانا تناول فرما رہے تھے۔ میں نے عرض کی کہ حضور میںنے سنا ہوا ہے کہ سؤر المومن شفاء (پس خوردہ مومن کامل شفا ہے) میرا لڑکا مدت سے سخت بیمار ہے۔ یہ سنتے ہی حضور نے گوشت کی رکابی اور موجودہ روٹی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اُٹھا لو۔

مولوی غلام رسول صاحب نے جھٹ حضرت کا پس خوردہ سنبھال لیا۔ اور باوجود مطالبہ کے اور کسی کو نہ لینے دیا۔ روٹی کے ٹکڑے کر کے شوربے میں ملا کر کپڑے میں باندھ لئے۔ پھر ہم وہ پس خوردہ لے کر گھر پہنچے اور عزیز اکمل کو آہستہ آہستہ کھلا دیا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور حضرت اقدس کی برکت سے اس کی بیماری گھٹتے گھٹتے ناپید ہو گئی۔ ہاں ضعف اب تک نشان کے لئے باقی ہے

مولوی صاحب نے رویا کے ذریعہ مجھے بتایا کہ قاضی اکمل حضرت صاحب کی خدمت میں قادیان میں رہائش اختیار کرے تو صحیح و تندرست رہے گا۔ اس بنا پر یہ حضرت اقدس کا زندہ معجزہ ہے کہ اس کی زندگی باوجود ضعف و ناتوانی ایک بڑا کام لیتی ہے۔

پھر میرا دوسرا فرزند محمد نور الدین اجمل طاعون کے دنوں میں بشامت اعمال اسی بیماری سے سخت بیمار ہو گیا۔ اور اعدائے سلسلہ کے مخالفین تاڑ رہے تھے کہ کب موقع طعن و تشنیع ہاتھ آئے۔ اور اس کی بیماری حد سے متجاوز ہو گئی۔ وہاں ایک مجذوب فقیر رہتا تھا۔ اس نے بھی کہا کہ اب ملاں دیاں فاتحہ کی کھانگے میںنے مضطرب ہو کر حضرت کے حضور گوسیکی سے خط لکھا۔ کہ حضور بڑی توجہ سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے گناہوں کو معاف فرمائے اور محمد نور کو زندگی باصحت بخشے۔

وہ بیماری سے دیوانہ ہو گیا تھا۔ اور دم بدم حالت بگڑ رہی تھی۔ یکایک بفضل ایزدی وہ اچھا ہو گیا۔ اب وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے صاحب اولاد ہے۔ اور اچھا بھلا قادیان دارالامان میں آتا جاتا ہے۔ اور جماعت احمدیہ گوسیکی کا امام و تعلیم و تربیت کا کام کرتا ہے۔

اسی طرح بہت سی دعاؤں کو قبول ہوتے اور رؤیا میں حضرت اقدس کے نشانات کو دیکھا۔

اب میں اپنے عقائد اور فوائد کا ذکر کرتا ہوں جو میں نے حضور سے بفضلہ تعالیٰ پائے۔

لوگ کہتے تھے کہ مولوی امام دین بھیرت گھرت ہے ایک پیر کا پجاری ہوتا تو بڑا اولیا بن گیا ہوتا — میرا جواب ہے کہ اگر میں ایک پیر گدی نشین کا پیرو ہوتا۔ گو ان کے فوائد سے مستفید ہو جاتا۔ مگر میں پکا پیر پرست اور گمراہ ہو جاتا۔ جو فائدے میں نے اپنی عمر میں پیروں فقیروں کے دیکھے وہ تو مشرکانہ ہیں

---

[1] یہ پہلی بات تھی جو حضور کی میرے دل میں پسند آئی۔

[2] یہ دوسری بات تھی جس نے میرے دل کو حضور نے اپنی طرف کھینچ لیا۔

وہ مسلم غیر مسلم متشرع غیر متشرع سب فقراء میں موجود ہیں۔ وہ تو دہریہ منکر خدا بھی جوگیوں مسمریزمیوں کی مشق کر کے حاصل کر لیتا ہے۔ ہندو فقیر کہتے ہیں جس واہر دا زمل ہو۔ ہر جگہ! رسول ہو مشق سے قلب جاری ہو سکتا ہے۔ توجہ سے مرید کے دل میں عشق کی گرمی پیدا کر سکتے ہیں۔ میںنے خود مشق کر کے اپنے معتقدوں میں یہ تصرفات کئے ہیں۔ برہمن بچہ میرے سے سیکھ کر بیماروں کو اچھا کر لیتا تھا۔ اپنے معمول کو نیرنگوں کی زیارت کرا لیتا تھا اور بت پرستی کرتا تھا۔ پیر پرست اپنے پیر کا تصور جما کر اس سے کئی امور کا جواب لے لیتے ہیں۔ یہ سب بت پرستی ہے جو کہ لوگوں کو دھوکہ میں ڈالتی ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں یہ فقیری ہے ہاں فقر ہے مگر کفر کاد الفقر ان یکون کفرا؟

صوفیوں نے لکھا ہے ؎

ما و کفار در سلوک برابریم
ولیکن در قیامت برتریم

(ہم اور کفار سلوک میں برابر ہیں۔ لیکن قیامت کے دن ہم بہشت میں ہیں اور وہ دوزخ میں)

میںنے اچھی طرح حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم و تربیت سے یقیناً جان لیا ہے کہ کفار کا ایک قدم بھی ہمارے سلوک کے برابر نہیں۔ وہ ذکر کرتے ہیں مگر واذکروا اللہ کما ھدٰکم کے ماتحت نہیں ہے

انسان کی حیات کی غرض صرف عبادت ہے۔ مگر یہ عبادت نہیں کہ وظائف خوانی ہے۔ اور جوگیوں کی طرح پاس انفاس اور بے اطاعت بھوک پیاس سے مرو۔ اسطرح تو ایک قدم بھی تمہارا صراط مستقیم پر نہیں چلتا۔ ہر دم خدا کو یاد کرنا یہ نہیں کہ حبس دم کر کے قلبی حرکت سے خفقان کی بیماری پیدا کر لو۔ یا پاس انفاس سے نفی اثبات یا ھو۔ ھو یا ھو ھو کی مشق کرو۔ میں نے اپنے کئی دوستوں سے ایسی باتیں سیکھی ہیں۔ مگر یہ واصل باللہ نہیں کرتیں۔ میں نے ایک مرد اہر خوان کو اللہ الصمد کا ہر دم ورد کرتے سے کئی خوارق دیکھے وہ بیماروں کو اچھا کر دیتا۔ مگر یہ سبب ہے اللہ الصمد نہیں۔ ہر ایک لفظ بے معنی کی مشق سے ایسا کر سکتے ہیں۔

پس حسب فرمان مسیح موعود علیہ السلام صراط مستقیم ہی عبادت ہے ان اعبدونی ھذا صراط مستقیم واسجد واقترب اور عبادت وہی ہے۔ جو ماتحت قرآن و سنت سید الکونین علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے شامل حال و افعال و اقوال ہو۔ کوئی بھی حرکت و سکون اور خیال و مقال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت جاریہ صحیحہ سے باہر نہ ہو اور عبادت میں حرکت و سکون اللہ تعالیٰ کی مرضی کے ماتحت اور صفات ربانی کے رنگ میں رنگین ہو۔ طعام کھانا اور کھلانا تمہارے نفس کی طرف منسوب نہ ہو۔ بلکہ اس میں ربوبیت الٰہیہ کام کر رہی ہو۔ یہاں تک کہ اپنی فنا پوری کر کے اسی کے ہو جاؤ۔ تب لقاء الٰہی پاؤ گے۔ اور اسی پر بقا کی استدعا کر کے فنا فی اللہ باقی باللہ کا درجہ حاصل کرو گے۔ مگر صرف خیالی نہیں بلکہ حالی ہو۔ مگر کوئی خود ریاضت بلکہ عبادت غیر مسنونہ کر کے بھی کچھ حاصل نہیں کر سکتے ہو۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ اُن اعبدونی والی عبادت اتباع نبی کے بغیر محال ہے۔ الہامات غیر نبی باتفاق امت محمدیہ ظنی ہے پس فی زمانا نبی کی ہی ضرورت تھی جو آ گیا۔ اور حکماً عدلاً کی پیشگوئی اس نے پوری کر دی۔ اور نبی کا اتباع سوائے مشاہدہ و مجاہدہ اور یقین کے ناممکن ہے۔ اور جس زمانہ میں نبی نہ ہو اور اختلافات پڑ گیا ہو۔ کون یقین دلائے کہ طریق نبوی یہی ہے

موجودہ زمانہ میں چونکہ اختلافات کی حد نہیں رہی حنفیہ صراط مستقیم کا مشکل لاینحل ہے۔ اسلئے اللہ تعالیٰ ضرورت حقہ کے وقت مسیح موعود کو نبی بنا کر بھیجا حکم عدل ہو کر راہ حق بتائے اور اختلاف کو مٹائے۔ اور حق دکھائے اور طالب کو ذات حق سے ملائے۔ ہاں ؎

عشق است کہ تا منزل جاناں برساند
عشق است کہ از کید شیاطیں برہاند
عشق است کہ چوں برق دریں رہ بجہاند
عشق است کہ چوں باز بہ تیزی بپراند

ایک دفعہ میں نے حضور اقدسؑ کی ایک نظم عرضیہ کی صورت میں بنا کر پیش کی تو حضور نے اپنے قلم مبارک سے سرخ سیاہی سے غالباً یہ لکھ دیا

ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون

اور نیچے اس کی تفسیر تقوےٰ اور احسان کے فوائد اور ان کے معنی بیان فرما دیئے۔ گو یہ مضمون کچھ یاد ہے مگر افسوس بعینہ میرے پاس نہیں ہے۔

نبوت کے مسئلہ میں لوگوں نے بڑا اختلاف کیا ہے مگر مجھے تو اب کوئی شک نہیں رہا۔ کیونکہ اس اختلاف مذاہب میں حکم۔ عدل کی ضرورت ہے۔ جو سوائے وحی نبی کے کوئی بھی الہام یا اجتہاد جو ظنی ہے آگے قدم نہیں اٹھا سکتے۔ اور نہ یقین کے درجہ تک پہنچا سکتے ہیں۔ میرے نقشبندی پیر سید غلام محی الدین شاہ لکھووالی رحمہ اللہ مجھے قادیان آتے ہوئے فرماتے تھے کہ مجھ سے ملاقات کر کے وہاں جایا کرو اور مرزا صاحب کو میرا سلام دیا کرو۔ اور میرے لئے دعا کرایا کرو۔

ایک دفعہ ایک مخالف مولوی نے ان سے حضورؑ کے کفر پر مہر ثبت کرنے کے لئے بجد اصرار کیا۔ مگر انہوں نے یہی فرمایا کہ میں کبھی بھی یہ بڑا کام نہیں کرونگا۔ وہ رنجیدہ ہو کر بے نیل و مرام چلا گیا۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ حضرت اقدس کے حضور عرض کرنا کہ میں سب کچھ مانتا ہوں مگر نبوت کا مسئلہ میں شک ہے میںنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت مبارک میں عرض کر دیا۔ حضور نے فرمایا کہ میری مراد نبوت سے مکالمات الٰہیہ کی کثرت ہے (یعنی دعوے نبوت ہے اور اس کی حقیقت مکالمات الٰہیہ جو اخبار بالغیب پر شامل ہوں اور وقوع سے شہادت پائی جائے یہ نبوت ہے) میں نے گھر آ کر شاہ صاحب سے کہا انہوں نے خاموشی اختیار کر لی۔

(۱) حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب سیالکوٹ لیکچر دینے کے لئے تشریف لیگئے۔ تو میں بھی مدرسہ سے رخصت لیکر لیکچر سننے کے لئے گیا۔ جس مقام پر حضور اترے ہوئے تھے دروازہ پر جا کر دربان سے درخواست کی۔ تو اس نے کہا کہ حضورؑ اسوقت کام میں مشغول ہیں اجازت نہیں مل سکتی میرے ساتھ نواب خان تحصیلدار جو ان دنوں گجرات میں ملازم تھے ملاقات کے لئے موجود تھے۔ انہوں نے کسی خاص ذریعہ سے پیغام بھیجا تو حضور نے صرف مصافحہ اور سلام کی اجازت دی۔ اور بالاخانہ سے سیڑھیوں تک تشریف لائے ہم نے بھی سلام اور مصافحہ کیا تو میںنے فرط اشتیاق میں جناب کے پائے مبارک کو چومنے کے لئے ہاتھ لگائے۔ تو فوراً آپ نے میرے ہاتھ پکڑ کر فرمایا یہ بڑا گناہ ہے۔ توبہ کرو۔

(میں نے اسوجہ سے پابوسی کا ارادہ کیا تھا کہ درمختار میں صلحا اور علماء کبار کی پابوسی کی اجازت مندرج ہے۔ اور پیران طریقت خصوصاً چشتیاں میں عموماً رواج ہے اور حضور اسے ایک طرح کا شرک جانتے تھے)

(۲) مولوی غلام رسول صاحب راجیکی جن دنوں میرے پاس پڑھتے تھے ایک عریضہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور بایں مضمون لکھا:۔

"میں حضور کے تصور میں بڑا حظ پاتا ہوں۔ اور ذکر اللہ اور عبادات اور نماز کے وقت میں اس سے بہت لذت آتی ہے۔"

اس کے جواب میں (جو کارڈ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کا لکھا ہوا تھا) حضور نے فرمایا:۔ "یہ شرک ہے اس سے اجتناب کرنا چاہیئے۔"

(۳) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اکثر خطوط میں نمازوں کو سنوار سنوار کر پڑھنے کی تاکید فرمایا کرتے تھے۔

آخر میں یہ دعا کرتا ہوں کہ

الحمد للہ رب العلمین۔ الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین۔ ایاک نعبد و ایاک نستعین اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔ آمین

یا اللہ ہم سب احمدیوں کو محبت اور معرفت اور اتباع سنت اور جہاد فی سبیل اللہ اور سعادت اور خاتمہ بالخیر بخشیو۔ اور تبلیغ میں ہم سب کو مجاہد بنا اور کامیابی عطا فرما۔ والسلام

خاکسار امام الدین مہاجر قادیان عفی عنہ
متوطن گولیکی ضلع گجرات ۱۲/۷

مولوی امام الدین صاحب سیکھوانی کی پاکٹ بک میں سے کچھ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو میرے روبرو بیان کیا وہ عرض کرتا ہوں۔

مولوی عبدالکریم صاحب نے بیان کیا کہ میں نے ایکمرتبہ مولوی نورالدین صاحب سے شہد کھایا۔ وہ نہایت خوشبودار اور لذیذ تھا۔ از حد تعریف کی کہ بیان نہیں ہوتا۔ اسی ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان کیا کہ عسل اعلیٰ صفتیں اور خوبیاں رکھتا ہے۔ اور میں اس کا ہمیشہ استعمال رکھتا ہوں۔

پھر اس کی ایک خاص صفت بیان فرمائی کہ میں ایک مرتبہ ریاضت کرتے کرتے خشک روٹی کے چوتھائی حصہ تک پہنچ گیا۔ حتی کہ چھ ماہ تک یہی عمل رہا۔ مگر اسوقت شہد کا شربت پیا کرتا تھا۔ اور شربت پینے سے میرے کل اعضاء میں بہت طاقت اور قوت پیدا ہوتی تھی اگر شربت نہ پیا جاتا تو کچھ اعضاء میں درد اور ضعف سا معلوم ہوتا تھا۔ اسواسطے شہد کو خصوصیت سے بیان کیا گیا کہ یہ ایک اعلیٰ درجہ کی خوبی رکھتا ہے۔ اور خاص کر کل اعضاء کو طاقت بخشتا ہے۔

پھر حضور نے جو ریاضت میں کشف ہوئے وہ کچھ بیان فرمائے:۔

اول کشف میں نے یہ دیکھا کہ ایک مرد صالح آیا ہے اس نے کہا کہ یہ سنت ہے کہ روزے رکھنے چاہئیں سو میںنے

روتے شروع کر دیئے۔ جب میں تین ماہ کے قریب پہنچا۔ تو ایک شخص بڑا قد آور۔ جسیم۔ رنگ سرخ میرے سامنے یہ الفاظ کہتا تھا قرت قرت قرت۔ یعنی تجھ کو قدر والا کیا۔ تجھ کو قدر والا کیا۔ تجھ کو قدر والا کیا۔ یہ بھی ایک کشف تھا۔

تیسرا کشف کہ میرے ساتھ زمین نے کلام کیا۔ اور وہ یہ الفاظ ہیں یا ولی اللہ الامت لا کنت اعترف

ایک خواب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک روز میں نے خواب میں دیکھا کہ ہمارا جو باہر کا مکان ہے اس کے آگے دو گھوڑے خوب موٹے تازے بندھے ہوئے ہیں۔ اور عربی گھوڑے معلوم ہوتے ہیں۔ پھر ایک گھوڑے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے ہیں۔ اور ایک گھوڑے پر میں سوار ہوں۔ اور ہم دونوں بہادروں کی طرح تیز رفتار چلتے ہیں۔ اور چلتے کوئی کمی نہیں۔ بعد میری آنکھ کھل گئی۔

ایک اور خواب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک اور خواب بیان کی۔ کہ میں اپنے گھر سے باغ کی طرف جاتا ہوں کہ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک لشکر عظیم الشان سواروں کا میری طرف چلا آتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ میرے ہی مقابلہ کے لئے آئے ہیں۔ اور میں بھی ان کی طرف بہادروں کی طرح جاتا ہوں۔ مجھے انکا ذرہ بھی خوف نہیں۔ میں بہت دلیر ہوں۔ اور پھر کیا دیکھتا ہوں کہ وہ لشکر ہمارے باغ میں چلا گیا۔ مجھے خوف ہوا کہ شاید یہ باغ کا نقصان کرینگے۔ میں ان کے پیچھے چلا گیا۔ وہاں جاکر کیا دیکھتا ہوں کہ وہ سب لشکر ہلاک ہوا پڑا ہے۔ ان کا سر۔ پیر۔ ہاتھ۔ اور بدن کا چمڑا بھی الگ پڑا ہوا ہے میں یہ دیکھ کر بہت حیران اور غمگین ہوا۔ کہ یا الٰہی تو بڑا قادر ہے جس نے یہ لشکر جرار عجیب طور سے ہلاک کیا۔ پھر میں بیدار ہو گیا

اس [illegible] رویا کے ضمن میں فرمایا:۔

سر کٹنے سے مراد کہ وہ کلام سے بند ہو جاوینگے۔
اور ہاتھ کٹنے سے مراد کہ وہ قلم سے بھی بند ہو جاوینگے۔
پیر کٹنے سے مراد کہ وہ بھاگ بھی نہ سکینگے

اور چمڑا الگ ہونے سے مراد ان کا کل پردہ فاش ہو جاوے گا۔ یہ کل اشارہ نصاریٰ کی طرف ہے (از مسیح موعودؑ)

دجال

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دجال کا ذکر فرمایا:۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کو کانا فرمایا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ اس کی دوسری آنکھ بھی عیب سے خالی نہیں۔ سو مراد اس سے یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دو آنکھیں تھیں۔ ایک آنکھ تو وہ تھی جو بنی اسرائیل میں کل انبیاء گذرے۔ یعنی حضرت اسحٰق کی اولاد سے۔ دوسری آنکھ حضرت ابراہیمؑ کی حضرت اسمٰعیل جن کی اولاد سے ہمارے آقا و ہادی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں سو ہمارے پیغمبر علیہ السلام کو دجال یعنی قوم عیسائیوں نے بالکل نہیں مانا۔ اور انبیاء پر ایمان لائے۔ مگر وہ بھی پورے طور پر نہیں۔ کیونکہ کسی کو خدا بنایا اور کسی کو کچھ وغیرہ وغیرہ اسی سبب سے وہ دوسری آنکھ سے بھی اندھا ہوا یہ حدیث کا ترجمہ ہے

فرمایا یہ یک گل بالکل دیگر یعنی ایک اندھی اور ایک بھینگی

دوسرا لطیفہ مسیح علیہ السلام کی نسبت یہ فرمایا کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے کہ مسیح کے اولاد ہو گی اور دجال کے اولاد نہ ہو گی۔ اس حدیث شریف کا یہ منشاء ہے کہ جب مسیح فتح پائے گا تو دجال کی سلطنت انگریزی قطع ہو جاوے گی۔ یعنی اثر دجالیت نہ رہے گا۔ اور اثر مسیح رہے گا۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ آجکل عیسائیوں کی اولاد بہت کثرت سے ہے۔ سو اس کا جواب بھی ہے جو اوپر مذکور ہوا ہے یعنی ان کے مکر و فریب ہیں سب جاتے رہینگے۔ صرف دین ہی خالص ہو گا۔

اخبار چودھویں صدی والا مجرم

مولوی امام الدین صاحب کی ڈائری میں اخبار چودھویں صدی والے مجرم کے نام ایک اشتہار کی نقل اسی زمانہ کی لکھی ہوئی ہے۔ آپ کی نوٹ بک سے یہ اشتہار اسلئے درج کر رہا ہوں کہ اس سے حضور کی سیرت کے بعض پہلو ظاہر ہوتے ہیں۔ موجودہ فتنے کے لحاظ سے بھی بالکل مناسب معلوم ہوتا ہے (ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

سیدی ومولائی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ایک خطاکار اپنی غلط کاری کا اعتراف کرتا ہوا۔ اس نیاز نامہ کے ذریعہ سے قادیان مبارکہ مقام پر (گویا) حاضر ہو کر آپ کے رحم کا خواستگار ہوتا ہے۔ یکم جون ۱۸۹۷ء سے یکم جولائی ۱۸۹۸ء تک جو اس گنہ گار کو مہلت دی گئی۔ اب آسمانی بادشاہت میں آپکے مقابلہ میں اپنے آپ کو مجرم قرار دیتا ہے اس موقعہ پر مجھے القا ہوا کہ جس طرح آپ کی دعا مقبول ہوئی۔ اسیطرح میری التجا و عاجزی قبول ہو کر حضرت اقدس کے حضور سے معافی و رہائی دیگئی) مجھے اب زیادہ معذرت کرنیکی ضرورت نہیں۔ تاہم اسقدر ضرور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں ابتداء سے آپ کی اس دعوت پر بہت غور سے جویائے حال رہتا رہا۔ اور میری تحقیق ایمانداری و صاف دلی پر مبنی تھی حتیٰ کہ ۹۰ فیصدی یقین کا مدارج پہنچ گیا (۱) آپکے شہر کے آریہ مخالفوں نے گواہی دی کہ آپ بچپن سے صادق اور پاکباز تھے (۲) آپ جوانی سے اپنی تمام اوقات خدائے واحد حی و قیوم کی عبادت میں لگاتار صرف فرماتے رہے ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین (۳) آپ کا حسن بیان تمام عالمان ربانی سے صاف صاف علیحدہ نظر آتا ہے۔ آپ کی تمام تصنیفات میں ایک زندہ روح ہے فیہا ھدی ولنور (۴) آپ کا مشن کسی فساد اور گورنمنٹ موجودہ کی (جو تمام حالات سے اطاعت و شکر گذاری کے قابل ہے) بغاوت کی راہ نمائی نہیں کرتا۔ ان اللہ لا یحب فی الارض الفساد حتیٰ کہ میرے بہت سے مہربان دوستوں نے جان سے آپ کے معاملات پر میں ہمیشہ بحث کرتا رہتا تھا مجھے خطاب سے مخاطب کیا پھر یہ کہ بائیں کیوں میرے منہ سے وہ بیت مثنوی کا نکلا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ میں جب لاہور میں ان کے پاس گیا تو مجھ کو اپنے معتبر دوستوں کے ذریعہ سے جنسے پہلے میری محبت اتنی تھی۔ خبر ملی کہ ایسی ایسی باتیں ظہور میں آئی ہیں۔ جس سے کسی مسلمان ایماندار کو آپکے مخالف خیال کرنے میں کوئی تامل نہیں رہا۔ (۱) آپنے دعویٰ رسل ہونے کا کیا ہے اور ختم المرسلین ہونے کا بھی ساتھ ساتھ ادعا کر دیا ہے۔ جو ایک سچے مسلمان کے دل پر سخت چوٹ لگانے والا فقرہ تھا کہ جو حضرت ختم رسالت کی بارگاہ الٰہی سے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم و آلہ (فداک روحی یا رسول اللہ) کو مل چکی ہے۔ اس کا دوسرا کیسے حقدار ہو سکتا ہے

(۲) آپنے فرمایا ہے کہ ترک تباہ ہونگے۔ اور ان کا سلطان بڑی بے عزتی سے قتل کیا جائے گا۔ اور دنیا کے مسلمان مجھسے التجا کرینگے میں ان کو ایک سلطان مقرر کر دوں۔ یہ ایک خوفناک بربادی بخش پیشگوئی اسلامی دنیا کے واسطے تھی۔ کیونکہ آج تمام مقدس مقامات جو خداوند کے عہد قدیم و جدید سے چلے آتے ہیں ان کی خدمت ترکوں اور ان کے سلطان کے ہاتھ میں ہے۔ ان مقامات کا ترکوں کی مغلوبی کی حالت میں نکل جانا ایک لازمی اور یقینی امر ہے۔ جس کے خیال کرنے سے ایک ہیبت ناک و خطرناک نظارہ دکھائی دیتا ہے اس موقع پر دنیا کے ہر ایک مسلمان پر فرض ہو جائے گا کہ ان معبدوں کو ناپاک ہاتھوں سے بچانے کے واسطے اپنی جان و مال کی قربانی چڑھائے کیا مصیبت اور امتحان کا وقت مسلمانوں پر آپڑے گا کہ یا تو وہ بال بچہ گھر بار پیارے وطن کو الوداع کہہ کر ان پاک معبدوں کی طرف چل پڑیں۔ یا اس ابدی اور جاوید زندگی ایمان سے دست بردار ہو جائیں ربنا ولا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ واعف عنا واغفر لنا یہی راز ہے جو مسلمان ترکوں سے محبت کرتے ہیں کہ ان کی خیر میں دین و دنیا کی خیر۔ ورنہ ترکوں کا کوئی خاص احسان مسلمانان ہند پر نہیں بلکہ ہم کو سخت گلہ ہے کہ ہمارے پچھلے صدی کے عالمگیر کی تباہی میں (جبکہ مرہٹوں و سکھوں کے ہاتھ سے مسلمان ہند برباد ہو رہے تھے۔ ہمارے کئی حریفوں نے سنی کی اس شکریہ کے مستحق صرف سرکار انگریزی ہے جس کی گورنمنٹ نے مسلمانوں کو اس سے نجات دلائی تو ہماری ہمدردی کی یہی وجہ خاص ہے۔ جو اوپر ذکر کی گئی اور اسکو خیال کر کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ ایسی سخت ترین مصیبت کیوقت تو مسلمانوں کے ایک سچے راہ نما کا یہ کام ہونا کہ وہ عاجزی سے گڑگڑا کر خدا کے حضور میں اس تباہی سے بیڑے کو بچاتا۔ کیا حضرت نوح کے فرزند سے زیادہ ترک گنہگار ہے تو بجائے اس کے کہ ان کے حق میں خدا کے حضور شفاعت کی جاتی ہے وہ الٹا ہنسی سے ایسی بات بنائی جاتی ہے.

(۳) و نیز یہ کہ حضرت والا نے حضرت مسیحؑ کے بارے میں اپنی تصانیف میں سخت حقارت آمیز الفاظ لکھے ہیں۔ جو کہ ایک مقبول بارگاہ الٰہی کے حق میں شایاں شان نہ تھی۔ جس کو خداوند اپنی روح و کلمہ فرمائے جن کے حق میں یہ خطاب ہو وجیھا فی الدنیا والاخرۃ ومن المقربین پھر اس کی توہین اور اہانت کیونکر ہو سکتی ہے۔ یہ باتیں میرے دل میں بھری تھیں۔ اور ان کی تجسس کیواسطے پھر میں کوشش کر رہا تھا۔ کہ یہ کہاں تک صحیح ہیں۔ کہ ناگاہ حضور کا اشتہار ترکی سفیر کے بارے میں جو نکلا مشتہر ہوا۔ تو بیساختہ میرے منہ سے سوانحی اور کلام کے مثنوی کا بیت نکل گیا جس پر آپ کو رنج ہوا۔ (اور رنج ہونا چاہیے تھا) (۱) رسالت کے دعوے کے بارے میں مجھ کو خود ازالہ اوہام کے دیکھنے سے و نیز آپکی وہ روحانی اور مردہ دلوں کو زندہ کرنیوالی تقریر جو جلسہ مذاہب لاہور میں ہوئی میری تسلی ہو گئی۔ جو محض اختراع و بہتان ذات والا پر کسی نے باندھا تھا۔ (۲) بابت ترکوں کے آپ اسی اشتہار (میرے عرضی دعوے کے) میری تسلی ہو گئی جس قدر آپنے لکھنا چینی فرمائی۔ وہ ضروری اور واجبی تھی (۳) بابت حضرت مسیح کے بھی ایک بے وجہ الزام پایا گیا کہ مسیح کے حق میں آپنے کچھ لکھا ہے۔ جو ایک الزامی طور پر ہے جیسا کہ ایک مسلمان شاعر ایک شیعہ کے مقابل میں حضرت مولیٰ علی کے بارے میں لکھتا ہے ؎

آں جوانے بروت مالیدہ + بہر جنگ و دغا سگالیدہ
بر خلافت دلش بسے مائل + لیک بوبکر شد میاں حائل

جادلھم بالتی ھی احسن۔ مگر ان باتوں کے علاوہ جس سے میرا دل تڑپ اٹھا اور اس سے یہ صدا آنے لگی اٹھ معافی طلب کر یعنی جلدی کر ایسا نہ ہو کہ تو خدا کے دوستوں سے لڑنے والا ہو۔ خداوند کریم تمام رحمت ہے کتب اللہ علی نفسہ الرحمۃ۔ دنیا کے لوگ پیغمبر جب عذاب نازل کرتا ہے تو اپنے بندوں کی نافرمانی کی وجہ سے ماکنا معذبین حتی نبعث رسولا آپ کا خدا کے ساتھ معاملہ ہے. تو کون ہے جو آپکی سلسلہ میں دخل دیوے۔ خداوند کی اس آخری عظیم الشان کتاب کی ہدایت یاد آئی۔ جو مومن اور آل فرعون کے قصہ میں بیان فرمائی گئی ہے۔ جو لوگ خدائی سلسلہ کا ادعا کریں ان کی تکذیب کے واسطے دلیری اور پیش دستی نہ کرنی چاہیئے نہ یہ کہ ان کا انکار کرنا چاہیئے ان یک کاذبا فعلیہ کذبہ وان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم مگر یہ صرف میرا دلی خیال ہی نہیں رہا۔ بلکہ اس کا ظاہری اثر محسوس ہونے لگا۔ کچھ ایسی نمائشیں خارج میں پڑنے لگیں جو میں (اعوذ باللہ) مصداق ہونے لگا یعنی آثار خوف ظاہر ہوئے۔ چھ دس برس ہونے کو آئے ہیں کہ خدا کے ایک بزرگ کے منہ سے یہ لفظ ہماری قوم کے حق میں نکلے۔ تو کیا قدرت کو ہیبا آشوب اگنے کا [illegible]

مم خیال ہے لنیت البیت یاد ہے کہ یہ ایک مقبول الٰہی کے منہ سے دی کلمہ سن کر مجھے کچھ خیال نہ ہو۔ پس بہ ظاہری خلاف مجھ کو اصرار کرتا [illegible] کردوں گا۔) اسوقت تو میں ایک مجرم گنہگاروں کی طرح آپ کے حضور [illegible]

[illegible] ء سے پہلے حاضر بھی ہو جاؤں۔ امید ہے کہ بارگاہ قدس سے بھی آپ کو راضی نامہ دینے کے لئے تحریک فرمائی جائے کہ لسنکی اولھم تجدلہ عزما قانون کا بھی یہی اصول ہے کہ جو جرم عمداً اور جان بوجھ کر نہ کیا جائے وہ قابل راضی نامہ و معافی کے ہوتا ہے فاعفوا واصفحوا ان اللہ یحب المحسنین

(میں ہوں حضور کا مجرم (دستخط انگریزی) راولپنڈی ۲۹ر اکتوبر ۱۸۹۷ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہؓ

حضرت حبیب الرحمٰن صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رئیس حاجی پور

(۳)

(سلسلہ کے لئے دیکھیئے اخبار الحکم ۷؍اگست ۱۹۳۵ء)

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ کا جب انتقال ہوا تو آپ کو بعد نماز مغرب اطلاع ہوئی کہ حضرت خلیفہ اول رضؓ وفات پاگئے ہیں۔ آپ نے بلا درایت اور بلا کسی مشورہ کے اسیوقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی خدمت بابرکت میں عریضہ لکھدیا کہ مجھے معلوم نہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ کا جانشین کون ہوا ہے۔ مگر میں اور میرا خاندان آپکو اپنا واجب الاطاعت امام مانتے ہیں اور آپکے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں قبول فرمادیں۔ اگر ایسا نہ ہو تو جس کے ہاتھ پر حضور نے بیعت کی ہے اسی کے ہاتھ پر میری اور تمام خاندان کی بیعت ہے۔

یہ خط اسیوقت لکھ کر رکھدیا اور علی الصباح ڈاک میں روانہ کردیا۔ اگلے روز قادیان سے اطلاع بھی چلی گئی کہ آپؓ کے جانشین میاں محمود احمد صاحب مقرر ہوئے ہیں۔ آپ اس اطلاع سے بہت ہی خوش ہوئے۔ مگر والد صاحب پہلے ہی بیعت کے لئے عریضہ روانہ کرچکے تھے۔ اس روز خود بھی حضور کی خدمت میں حاضری کے لئے دارالامان روانہ ہوگئے

آپ کو جب کوئی تکلیف ہوتی یا تشویش ہوتی تو آپ بہت دعا فرماتے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواب میں آپ کو زیارت ہوتی اور حضور آپ کو تشفی دیتے۔ اگلے روز صبح کو وہ تشویش یا تکلیف کا ذکر منہ پر نہ آتا اور ہم سب حیران ہوتے کہ کل کیا حال تھا اور آج بالکل مطمئن ہیں اور ذکر تک بھی نہیں کرتے۔ پھر باتوں باتوں میں فرمادیتے کہ رات حضرت مسیح موعودؑ سے ملاقات ہوئی اور حضور نے تشفی فرمائی الحمدللہ۔

آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب خریدنے اور پڑھنے کا بہت شوق تھا۔ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے حضرت صاحبؑ کی بعض کتب کے آٹھ آٹھ نسخہ خریدے ہیں مگر میری لائبریری میں ایک بھی نہیں ہے۔ جو دیکھنے کے لئے لے جاتا پھر واپس نہیں دیتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب ضرور آپکے زیر مطالعہ رہتی تھی۔ مطالعہ کا آپکو بہت شوق تھا۔ چنانچہ آپنے اپنے کمرہ کی سرہانے کی الماری میں قرآن شریف۔ احادیث۔ تفاسیر اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ حضرت خلیفہ اول رضؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ رکھی ہوئی تھیں رات کو سوتے وقت ضرور حضرت صاحبؑ کی کتاب کا مطالعہ کرکے سوتے تھے۔ ان کے علاوہ دیگر کتب دوسرے علوم اور تواریخ کی بھی آپنے اپنی لائبریری میں رکھی ہوئی تھیں۔ آپنے اپنی وفات پر ایک بہت بڑی لائبریری چھوڑی ہے۔ جس میں ہر قسم کی کتابیں اخبار اور رسالجات موجود ہیں۔

تبلیغ احمدیت کا بہت شوق اور جوش رکھتے تھے۔ کوئی بھی ان کے پاس سے خالی واپس نہیں گیا۔ خواہ اپنا عزیز ہو یا غیر رشتہ دار اور کسی مذہب کا ہو جس کو تبلیغ نہ کی ہو۔ ابتدائی ایام میں بحث ومباحثہ کا بازار بہت گرم رہتا تھا۔ اور تبلیغ کا سلسلہ اسطرح ہر وقت گرم رہتا تھا۔ مگر آخری عمر میں صرف احباب کو مطالعہ کتب یا احمدیہ لٹریچر کے ذریعہ ہی تبلیغ فرماتے رہے۔ اگر معلوم ہو جاتا کہ کوئی دوست تحقیق حق کا خواہاں ہے۔ تو راتدن اس کی اصلاح میں ایک کردیتے تھے۔ آپ کے ذریعہ بہت سعید روحیں داخل سلسلہ ہوئیں۔ بہت آپ کے نمونہ کو دیکھ کر داخل سلسلہ ہوئے اور بفضلہ تعالیٰ مخلص ثابت ہوئے۔ من جملہ اوروں کے ایک مولانا مولوی حاجی عبدالرحیم صاحب نیر مبلغ اسلام (لنڈن۔ افریقہ وغیرہ) کا نمونہ آپ سب کے سامنے ہے۔ یہ بھی آپ ہی کی تبلیغ سے داخل سلسلہ ہوئے۔ اور انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خدام میں جو رتبہ حاصل ہے وہ ظاہر ہے (نیر صاحب کی تعلیم کا ایک حصہ پھگواڑہ ریاست کپورتھلہ میں ہوا اور وہیں سے آپنے بیعت کی)

آپ کی تبلیغ کا سلسلہ کبھی حکام میں بھی (خواہ وہ کسی مذہب وملت کے ہوں) بند نہ ہوا تھا۔ ملکی ناموقعہ محل آپ ہمیشہ انہیں بھی تبلیغ کرتے رہتے تھے۔ اور سلسلہ کا لٹریچر بھی دیکھنے کو دیتے تھے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا کوئی خاص مضمون کسی خاص تعداد میں شائع ہوا ہو۔ تو آپ سیکڑوں کی تعداد میں قیمتاً منگوا کر مفت تقسیم کروادیتے تھے۔ بلکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا کسی خاص معاملہ یا اصول یا کسی انتظام کے متعلق کوئی خطبہ یا تقریر اخبار الفضل میں شائع ہوتی۔ تو وہ اخبار بھی حکام مقامی کو پڑھاتے۔ جس کا اثر خاص اثر ہوتا۔ اور ان کو حضور ایدہ اللہ کی ذاتی قابلیت کا.... جو محض خداداد ہے مقر ہونا پڑتا۔

حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں آپ اکثر عیدین کی نمازیں قادیان میں ہی آکر ادا کیا کرتے تھے قربانی واپس جاکر اگلے یا دوسرے روز کرتے تھے علاوہ ازیں حضور کے زمانہ میں قادیان آنے کے لئے کوئی خاص وجہ ہی تحریک نہ ہوتی تھی۔ بلکہ بیٹھے بیٹھے جب حضور کی یاد نے جوش مارا۔ دارالامان کی روانگی ہوگئی۔ اور جب دربار نبوت سے اجازت ہوتی واپس جاتے۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ابتداء ہی سے نبی اور رسول مانتے تھے۔ یہ عقیدہ پہلے سے ہی رکھتے تھے اعلانیہ نہ کہ پوشیدہ اور جس کے اظہار کا موقع اسوقت ملا جبکہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز کا اجرا ہوا۔ یعنی مولوی محمد علی صاحب نے منشی انشاء اللہ خان صاحب ایڈیٹر وطن کے ساتھ سازباز کرکے اس میں سے صرف ایک ضمیمہ ہی احمدیوں کے حصہ میں رکھا تھا۔ اس کا علم ہوتے ہی سب سے پہلے آپ ہی تھے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور میں ان کے اس سازباز کے خلاف اپیل کیا تھا جو درج ذیل ہے:-

اپیل بحضور حضرت مسیح موعود مہدی مسعود امام الزمان سلمہ الرحمان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ عریضہ بغرض توجہ حضور ارسال ہے۔ اگرچہ چھوٹا منہ اور بڑی بات ہے۔ لیکن امید ہے کہ اس کو پڑھ کر جواب سے معزز فرمایا جائیگا۔ گذشتہ تاریخ کے الحکم میں خاکساران خاکپائے حضور کو ایڈیٹر الحکم کی طرف سے مبارکباد دے کر ریویو آف ریلیجنز کے متعلق اس خط وکتابت کا تذکرہ کیا ہے۔ جو مابین منشی انشاءاللہ خان ایڈیٹر اخبار وطن اور مولوی محمد علی صاحب وخواجہ کمال الدین صاحب سے ہوئی ہے۔ وہ مضمون ایڈیٹر الحکم کا کچھ اس قسم کا تھا جو اصل حال سے دور تھا۔ جس کا مطلب خاکسار نے یہ سمجھا کہ منشی انشاءاللہ خاں نے ریویو پسند کیا ہے۔ اور وطن نے خریداران کو اس کی خریداری کے لئے توجہ دلائی ہے۔ اور دو سو خریدار بہم پہنچانے کا وعدہ کیا ہے۔ اس مضمون کو پڑھ کر یہ عاجز نہایت خوش ہوا۔ اور اخبار وطن کی خریداری کا مصمم ارادہ کیا لیکن خاکسار کی یہ خوشی اسیوقت رنج سے بدل گئی۔ جبکہ اس خط وکتابت کو دیکھا۔ اور وہ معاہدہ معلوم ہوا جو ان کے درمیان ہوا ہے۔ گویا ریویو کو ہمارے امام صادق اور رسول برحق کی پاک تعلیم۔ الفاظ۔ خیالات۔ اعتقادات الہامات سے علیحدہ کردیا گیا ہے۔ اور ہم کو جو فدائے مسیح موعود ہیں خوش کرنے یا بالفاظ دیگر آنسو پونچھنے کیواسطے ایک ضمیمہ شامل کرنے کا ارادہ کیا گیا ہے۔ جس کی اشاعت ہم خادمان تک ہی محدود رہے گی۔ اسقدر معلوم ہونے کے بعد مجھ خاکسار کے لئے ماتم تھا اور ہے۔

میں اپنی حالت کو ظاہر نہیں کرسکتا۔ جو یہ خبر سنکر ہوئی خداتعالیٰ جو دلوں کے راز سے واقف ہے خوب جانتا ہے میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اگر یہ لوگ اس زمانے کے رسول کے خیالات اور تعلیم اور وہ کلام ربانی جو اس رسول پر نازل ہوا ہے چھوڑ دیں گے۔ تو وہ اور کونسی باتیں ہیں جن کی اشاعت کرنا چاہتے ہیں۔ کیا اسلام کوئی دوسری چیز ہے جو اس رسول سے علیحدہ ہوکر بھی مل سکتا ہے۔ کیا احمد سے علیحدہ ہوکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ مل سکتا ہے۔ -؟

کیا احمد اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں کچھ فرق ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے پیدا کیا جس نے محمد اور احمد میں فرق جانا اس نے ہرگز حضور کو نہیں پہچانا۔ اسکا زبان سے اقرار محض لاف زنی ہے جسنے احمد کو چھوڑا اُس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی چھوڑا وہ ہرگز ہرگز آخرین منہم لما یلحقوا بہم کا مصداق نہیں۔ وہی احمد ہے وہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جو اسوقت ہم میں موجود ہے۔ پھر جو احمد کی تعلیم کو علیحدہ کرنا چاہتا ہے۔ وہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کی اشاعت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ دراصل وہ ایک ہے۔ پھر کیا ایسا معاہدہ کرنیوالے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد علیحدہ بنانا چاہتے ہیں۔ یا منشی انشاء اللہ خان کو دو سو خریدار بہم پہنچانے پر ریجھ گئے ہیں۔ کیا اس خدائی سلسلہ کی اشاعت انشاء اللہ خان کی امداد پر منحصر ہے۔ ریویو پہلے کیا تھا اور اب کیا ہے۔ یہ ترقی اور قبولیت منشی انشاء اللہ خان کی وجہ سے ہوئی ہے۔ ہرگز نہیں خدا تعالیٰ ہی سب کچھ کر رہا ہے اور حضور کی دعائیں ہیں اور بس

ریویو صرف اسواسطے ہے کہ یورپ اور امریکہ میں عیسائیوں کے بناوٹی خدا کو انسان بنادے جس نے بالآخر وفات پائی۔ کیا یہ عقیدہ ظاہر کرنے کے واسطے ان کے لئے کوئی راہ ہے۔ جبکہ وہ مسیح موعود کی پاک تعلیم کو مسیح موعود سے علیحدہ کرلیں گے۔ اور اگر ایسا نہ کیا۔ تو پھر منشی انشاء اللہ خان کے بہم پہنچاتے ہوئے خریدار قائم رہ جائیں گے۔ ہرگز نہیں کیا ریویو کے مضامین کی قبولیت اور قابل تعریف ہونا اخبار ایڈیٹر صاحب و منیجر صاحب نے اپنی ذات تک محدود سمجھ لیا ہے اگر ان کا ایسا خیال ہے تو غلط ہے اور بالکل غلط ہے۔ بلکہ یہ سب کچھ حضور ہی کی برکت کا نتیجہ ہے۔ یوں ان کو اختیار ہے کہ وہ علیحدہ رسالہ جاری کردیں۔ لیکن وہ بھی دوسری اسلامی رسالوں کی طرح بے مغز اور بے برکت ہوگا۔ منشی انشاء اللہ خاں کو ضرورت ہے تو وہ ریویو کے مضامین جو ان کو پسند ہیں اپنے طور پر طبع کراکر شائع کر دیا کریں۔ احمدی فرقہ کا رسالہ اسیوقت تک احمدی ہے جبتک احمد مسیح موعود کی پاک تعلیم اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ ریویو کے زیادہ خریدار پیدا کرنے کا یہ منشا ہے کہ اسلام یا یوں کہو کہ مسیح موعود کی تعلیم کی اشاعت ہو۔ اگر یہ نہیں تو پھر کچھ بھی نہیں۔ خدا کے لئے منیجر ریویو آف ریلیجنز کو حکم دیدیں کہ وہ اپنے ان خیالات کو چھوڑدیں۔ ورنہ جو رسالہ یا کتاب یا اخبار ہمارے سردار حضرت مسیح موعود کے ذکر اور تعلیم سے خالی ہے۔ وہ ہمارا نہیں۔ ہم کو اس کی ضرورت ہے جس میں حضور کا ذکر ہو اور تعلیم ہو۔ جو ہمکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور خدا تک پہنچاتا ہے

یہ بھی عرض کرنا ضروری ہے کہ خاکسار کو اپنی برادری پر کوئی بدگمانی نہیں ہے۔ بلکہ جو ایمان حضور پر خدا تعالیٰ نے مجھ کو بخشا ہے۔ جن کی تصدیق میرا بال بال کر رہا ہے وہ گوارا نہیں کرتا کہ اشاعت اسلام کا طریقہ ہمارے بھائیوں کی طرف سے ایسا رکھا جاوے فقط

برخوردار حبیب الرحمان سلمہ کو تپ آتا ہے۔ قادیان ہی سے تپ شروع ہوگیا تھا اب تک برابر آتا ہے اس کے واسطے دعا کریں اور نیز خاکسار کے واسطے بھی دعا کی جاوے

بخدمت جمیع احباب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دعا کا طالب
خاکسار حبیب الرحمٰن از موضع حاجی پور ضلع
پھگواڑہ معروضہ ۲۶ فروری ۱۹۰۷ء
(الحکم ۱۰ مارچ ۱۹۰۷ء جلد ۱۰
نمبر ۸ ص ۱۳ کالم تین)

آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب خط تحریر فرماتے تو آپکے نام کے ساتھ "رئیس" کا لفظ تحریر فرماتے۔ اسطرح یہ رئیس کا خطاب آپ کو حضرت اقدس نے دیا تھا۔ حالانکہ آپ سے بڑے بڑے جاگیر والے ریاستیں تھے اور ہیں۔ مگر کوئی کسی کو رئیس نہیں لکھتا اور بڑے بڑے جاگیردار بھی آپ کو رئیس کے نام ہی سے لکھا کرتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ اس علاقہ میں فلاں فلاں بڑے جاگیردار ہیں۔ کوئی کسی کو رئیس نہیں لکھتا۔ میں ایک معمولی زمیندار ہوں۔ مگر مجھ کو چونکہ یہ خطاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے عطا ہوا ہے اسلئے مجھ کو سب لکھتے ہیں

آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر بہت پڑھا کرتے تھے ؎

اے خدا اے چارۂ آزار ما
اے علاج گریہ ہائے زار ما　الخ

نیز انت الهادی انت الحق لیس الهادی الا ھو بہت پڑھا کرتے تھے۔ بلکہ یہ تو ہر وقت ہی ورد زبان رہتا تھا اور آپ اٹھتے بیٹھتے یا حی یا قیوم برحمتک استغیث بہت پڑھا کرتے تھے۔

جب پہلی پلیگ نمودار ہوئی اسوقت حضرت والد صاحب مرحوم کو بہت تشویش پیدا ہوئی۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور میں دعا کے لئے بہت عرض کرتے رہتے تھے کہ میرے لئے۔ میرے اہل خانہ اور میرے گاؤں کے باشندوں کی حفاظت کے لئے حضور دعا فرماویں۔ آپ نے بعد دعا اطلاع بخشی آپ معہ اہل وعیال اور گاؤں کے لوگ بالکل محفوظ رہیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور وہ زمانہ امن و عافیت سے گذر گیا۔

بلکہ ایک بشارت یہ بھی ہوا کہ ان ایام میں ہمارے گاؤں کا ایک بوڑھا کاشتکار روڈا نامی غیر احمدی اپنے کھیت میں تنہا رات کو سو رہا تھا۔ نصف شب گذرنے پر اس کا نام لے کر قریب سے ہی کسی شخص نے اس کو آواز دی کہ روڈا۔ روڈا۔ اس کی آنکھ کھل گئی کیا دیکھتا ہے کہ ایک بزرگ میانہ قد داڑھی مہندی رنگی پلنگ کے قریب کھڑا ہے۔ اس نے کہا۔ کہ "حبیب الرحمٰن کو کہدینا کہ تمہارے گاؤں میں پلیگ نہیں آئے گی"

اس نے آواز دینے والے بزرگ کو بخوبی دیکھا۔ اور وہ بزرگ غائب ہوگیا۔

اگلے روز صبح کو اس نے یہ تمام واقعہ والد صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ والد صاحب نے اس بزرگ کا جب حلیہ دریافت فرمایا۔ تو وہ تمام و کمال حلیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تھا۔ گویا حضور نے والد صاحب قبلہ کو اپنے تفکرات اور غموں میں ایسی ایسی خاص توجہات سے نوازا ہے۔

انتظام خانگی اور دیگر امورات میں بھی آپ ہمیشہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا طرز عمل مدنظر رکھتے تھے۔ اور چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت مسیح موعود کا عمل پیش کرکے عشق عشق کر جاتے تھے۔ اگرچہ آپ کو اپنی جوانی کے ایام میں بہت زیادہ غصہ تھا۔ مگر جونہی عمر کا زوال شروع ہوا۔ آپ کی طبیعت میں نہایت مسکینی۔ عاجزی انکساری پیدا ہوگئی تھی۔

گھر میں باوجود مامائیں ہونے کے امورات خانہ داری میں اکثر والدہ صاحبہ کا ہاتھ خود بھی بٹاتے تھے حتی کہ کھانا پکانے برتن صاف کرنے چاء تیار کرنے اور تقسیم کرنے وغیرہ وغیرہ امور میں کبھی گریز نہ کیا کرتے تھے۔ بلکہ چاء تو اکثر خود تیار کرتے اور ہم سب کو خود اپنے دست مبارک سے بنا کر دیتے تھے اور سب کو چاء کے وقت اپنے کمرہ خاص میں بلالیتے چاء بنا کر دیتے جاتے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حالات یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح حیات یا دینی مسائل کا کوئی نہ کوئی تذکرہ جاری رکھتے۔

سلسلہ کے ہر ایک اخبار۔ رسالہ اور ٹریکٹ وغیرہ وغیرہ آپ ہمیشہ خریدا کرتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات اور تقاریر کے چھپنے کے منتظر رہتے۔ تقریر جلسہ سالانہ چھپتے ہی فوراً منگواتے اور اول سے آخر تک مطالعہ فرماتے۔ اور وقتاً فوقتاً زیر مطالعہ رہتیں۔

آپ عرصہ تقریباً سات سال تک مرض ضعف معدہ میں مبتلا رہے۔ پھگواڑہ کے ایک حکیم صاحب جو ہمارے خاندان کے پرانے حکیم تھے۔ جن کو آپ سے خاص محبت تھی۔ اور ان کو تبلیغ بھی فرمایا کرتے تھے چنانچہ آپ کی علالت کے ایام میں ایک روز وہ اور ان کے بھائی جو ریاست مالیر کوٹلہ میں مفتی تھے۔ اور ان کے دوسرے بھائی ان کے ہمراہ والد صاحب کی مزاج پرسی کے لئے آئے۔ والد صاحب کی طبیعت بہت کمزور تھی۔ دوران گفتگو میں سلسلہ کی باتیں شروع ہوگئیں۔ اس مفتی نے احمدیوں کے لئے واجب القتل کا فتویٰ سنایا آپ کو اس سے اسقدر ملال اور تکلیف ہوئی کہ ناقابل برداشت ہوگیا۔ اور آپ بہت روئے اور فرمانے لگے کہ میں یہ بات سننے سے قبل اگر مرجاتا تو بہت اچھا تھا۔

اس کے بعد اس مفتی کا پھر منہ نہیں دیکھا۔ اور حکیم صاحب سے باوجودیکہ ہمارے خاندان کے پرانے طبیب تھے سخت نفرت ہوگئی اور قطع تعلق کرلیا حکیم صاحب نے دوسروں کے ذریعہ بہت معافی چاہی کہ میرا کوئی قصور نہ تھا۔ مگر یہی جواب دیا کہ ایسے شخص کو میرے مکان پر کیوں لائے جو ایسے خیالات اپنے اندر رکھتا تھا۔ پھر ایک عرصہ دراز کے بعد وہ خود حاضر ہوا اور معافی چاہی۔ اور اپنی کسی ضرورت خاص کے لئے آپ کی امداد چاہی۔ اور اپنے بھائی کے قصور کا اعتراف کرتے ہوئے بدل وجان معافی کے خواہاں ہوئے۔ والد صاحب نے ان کو معاف کردیا اور ان کی امداد بھی کردی۔ اس کے کچھ عرصہ کے بعد حکیم صاحب فوت ہوگئے۔ پھر وہ تعلق نہ رہا۔ جو پہلے تھا۔

اکثر جب مرکز سے چندوں کی تحریک ہوتی تو اپنی مستورات (اہلیہ۔ بہوؤں۔ بیٹیوں) کی طرف سے ارسال فرما دیتے۔ تا انہیں بھی چندہ دینے کی عادت ہو۔

فرمایا کرتے تھے:۔ کہ چندوں کی ادائیگی دل سے تعلق رکھتی ہے۔ اس کے محاسبہ کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میرا دل چاہتا ہے کہ اگر میرے پاس اسقدر روپیہ ہو تو میں تمام رقم خود ہی ادا کردوں۔ ……

……

……

……

دھوکا۔ جھوٹ۔ فریب سے آپ کو غایت درجہ نفرت تھی۔ آپکے پاس ایک بھینس تھی۔ جس کا ایک تھن مارا ہوا تھا۔ گویا تین تھنوں سے دودھ دیتی تھی۔ اور دودھ بھی معمولی تھا۔ جس کی فروخت کی بھی فکر تھی ملازم متعدد بار خریدار لائے۔ اور جب قیمت طے ہو جاتی۔ تو منظوری کے لئے آپکے پاس آتے تو آپ پہلی مرتبہ بتادیتے کہ "بھینس کا ایک تھن مارا ہوا ہے"۔ یہ سُن کر خریدار واپس ہو جاتے۔ اس طرح ملازمان بہت تنگ آگئے جو خریدار لاتے ہیں یہاں بھینس فروخت ہی نہیں ہونے دیتے۔ ایک روز انھوں نے آپس میں مشورہ کرلیا اور خریدار کو قیمت بھینس لانے کے لئے وہ وقت بتایا جبکہ والد صاحب اندر ہوتے تھے۔ یعنی علی الصباح چنانچہ خریدار بہت سویرے آیا۔ اور قیمت ادا کرکے بھینس لیگیا ادھر ملازمین نے جب دیکھا کہ وہ کافی دور نکل گیا ہے۔ تو وہ روپیہ اندر (زنانہ مکان میں) بھجوادیا۔ رقم پہنچنے پر آپ معاً باہر تشریف لائے تھے۔ دریافت فرمایا بھینس فروخت ہوگئی؟ ملازموں نے عرض کیا جی حضور فروخت ہوگئی! دریافت فرمایا کہ کیا خریدار کو اس کے عیب سے آگاہ کر دیا تھا؟ اور خریدار کہاں ہے بلاؤ۔ جواب دیا کہ اس کو کافی دیر ہو چکی ہے۔ اور وہ دور چلا گیا ہے۔ فرمایا دیکھو اگر ہو تو بلالاؤ۔ مگر وہ بہت دور جا چکا تھا پھر خاموش ہو گئے اور فرمانے لگے کہ دھوکا نہیں دینا چاہیئے۔ اللہ کریم کو دھوکا پسند نہیں ہوتا۔ اور ملازمان کو بہت ناراضگی کا اظہار کیا۔

اسیطرح اپنے معاملات اور جائداد کی حفاظت میں جس طرح آپ اپنی چیز کا خیال رکھتے تھے۔ اسیطرح اپنے شرکاء کی چیز کا بھی خیال رکھتے تھے۔ حالانکہ وہ آپسے بہت مخالفت رکھتے تھے۔ اُن کے نقصان کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ سکتے تھے۔ چنانچہ حاجی پور کی حدود سے دوسرے گاؤں کی ملحقہ حدود والے نے آپ کے مخالف شریک کے حصہ میں سے چند درخت خود بخود درو کرلیئے آپنے علم ہونے پر اس کو روک دیا۔ وہ ہندو جانتا تھا وہ شریک آپکے بہت معاند ہے اسلئے اسکو جرأت ہوئی۔ چنانچہ اس نے عرض کیا کہ میاں صاحب میں نے آپکے درخت تو نہیں کاٹے۔ اگر میں آپکے سامنے ایسی جرأت کرتا تو آپ کی ناراضگی بھی بجا اور درست تھی۔ آپنے جواب دیا کہ ان درختوں کا کاٹنا میری انگلیاں کاٹنے کے مترادف ہے۔ دوسرا مالک اور میں دو نہیں ہیں۔ چنانچہ وہ اپنی غلطی پر پشیمان ہو کر معافی کا خواستگار ہوا۔ دوسرے کی آسائش کے لئے خواہ خود کیسے ہی مصائب اور تکالیف میں پڑ جائیں۔ مگر اُس کو نہایت دلجمعی سے برداشت کرلیتے ہیں۔ وفات سے چندماہ قبل کا واقعہ ہے کہ ہمارے ایک قریبی شریک (جن کا اوپر ذکر آیا ہے) کا لڑکا والد صاحب کے پاس آیا (اگرچہ ہمارے کپورتھلہ والے مکان میں جو مکانیت تھی وہ بہت ناکافی تھی) وہ شخص اور اُس کے آباؤ اجداد آپ سے شدید مخالفت اور عناد رکھتے اور ہیں۔ تمام عمر انھوں نے جھوٹے مقدمات والد صاحب پر کرکے گذاری (اوپر درختوں کے کاٹنے کا واقعہ بھی اُسی رشتہ دار کے حصہ کے متعلق لکھا گیا ہے) نہایت منت وسماجت اور لجاجت سے اپنی تکلیف کا اظہار کیا کہ میرے پاس مکان کی بہت تنگی ہے۔ اگر آپ اپنے کپورتھلہ والے مکان میں سے جو ان کے مکان کے ملحق ہے مجھے دیدیں۔ تو تمام عمر احسان نہ بھولوں گا۔ اسوقت عزیز عبدالرحمان (جنھوں نے یہ واقعہ لکھا ہے) موجود تھے۔ والد صاحب نے اُن سے مشورہ طلب کیا کہ یہ عزیز اس غرض کے لئے آیا ہے اور اپنی تکلیف کا اسطرح اظہار کرتا ہے کیا کیا جائے؟ انھوں نے عرض کیا کہ آپ انھیں کہدیں کہ عبدالرحمان رضامند نہیں ہے۔ ہماری ضرورت اب بھی پوری نہیں ہو سکتی تکلیف ہوگی۔ چنانچہ آپ مان گئے۔ مگر کچھ دفعہ کے بعد نہ معلوم کیا دل میں رحم آگیا کہ اس کو اجازت دے دی۔ کہ آپ اس مسقوف حصہ کو اپنے مکان میں شامل کرکے اپنی تکلیف کو رفع کریں اور تحریر دیدی۔ جب عرض کیا تو فرمانے لگے کہ میرے لئے وہ بھی تمہارے جیسا بچہ ہے۔ اب وہ مجھے باپ سمجھ کر میرے پاس اپنی تکلیف لیکر آیا۔ اور سوال کرتا ہے۔ میں نے رد کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ اگرچہ تمہارے کہنے پر مینے دل میں فیصلہ کرلیا تھا۔ مگر میرے ضمیر نے فتویٰ نہیں دیا۔ اور یہی چاہا کہ اس کی درخواست کو رد نہ کروں۔ چنانچہ مینے اجازت دیدی۔ حالانکہ معمولی سا اشارہ بھی درخواست کنندہ کے لئے کافی تھا۔ مگر آپنے سائل کے سوال کو رد نہ کیا۔ خود نقصان برداشت کرلیا۔

والد صاحب کو اپنی تمام اولاد۔ رعایا اپنے دوستوں اور رشتہ داروں سے بڑی محبت تھی۔ خواہ کوئی کتنا ہی آپ کا دشمن کیوں نہ ہو۔ اگر آپکے پاس کسی امداد کا خواہاں ہو کر آیا ہے۔ تو کبھی روگردانی نہیں فرمائی۔ بلکہ ہر ممکن ذریعہ سے اس کی اعانت فرماتے تھے۔ حاجی پور میں تمام مسلمان آباد کیئے گئے۔ مگر وہ تمام بے نمازی تھے اُن کی اصلاح کے لئے کوئی دقیقہ آپنے اُٹھا نہ رکھا۔ مبلغین جماعت اور ہر ایک اہل علم کے موقعہ کو ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔ اور چاہتے تھے کہ گاؤں کم از کم نمازیوں کا ہی ہو جائے۔ اور اپنی زندگی میں کوشش فرمائی۔ مگر گھڑے کی چکنی بوند سے زیادہ اہالیان دہ پر کچھ اثر نہ ہوا۔

سچائی کے اظہار کے لئے وہ کسی کی بھی پروا نہ کیا کرتے تھے۔ بڑے بڑے آدمی کے روبرو بھی سچی بات اور سچا واقعہ بیان کرنے میں نہ جھجکتے تھے۔ راستگوئی اُن کا شیوہ تھا۔ جس سے بہت سے نقصان اور تکالیف بھی برداشت کیں۔ مگر راستگوئی کو نہ چھوڑا تھا

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سابق وزیر صاحب نے سرکاری جاگیر کے فروخت کرنے پر کہ اُنھوں نے اس معاملہ میں غلطی کی ہے اور جلدبازی سے کام لیا ہے۔ یہ بہت ہی قیمتی تھی۔ تحصیلدار صاحب بھگواڑہ نے صاف اور کھلے الفاظ میں اظہار افسوس کیا تحصیلدار صاحب نے محض اپنی ناموری کے لئے فوراً اطلاع دی کہ فلاں کام حضور نے کیا ہے۔ حالانکہ حضور بڑے سمجھدار اور تجربہ کار ہیں۔ مگر (منشی) حبیب الرحمن (صاحب) یہ کہتے ہیں یہ سُن کر وہ خاموش ہو گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد والد صاحب کو اُن سے ملنے کا اتفاق ہوا اور اس کا تذکرہ آیا۔ اسپر اُنھوں نے دریافت کیا۔ اس کام کے متعلق آپ یہ کہتے ہیں کہ مینے غلطی کی ہے اور ناتجربہ کاری ہے وغیرہ؟ اسپر والد صاحب نے بلا کسی ہچکچاہٹ کے فرمادیا کہ ہاں میرا تو ایسا ہی خیال ہے۔ حالانکہ وہ ریاست کا ایک بڑا حاکم تھا۔ اس سے سب خائف تھے اور جو بات وہ منہ سے نکالتے تھے۔ اس کے خلاف بولنے کی کسی کو جرأت نہ ہوتی تھی۔ مگر والد صاحب نے راستی کے مقابلہ میں کچھ پروا نہ کی۔ وہ اس کا اقرار کسی اور رنگ میں بھی کر سکتے تھے مگر اُنھوں نے صاف صاف کہدیا۔ یہ سُن کر وہ خاموش ہو گئے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یہ سچا آدمی ہے اور سچائی کے اظہار میں کبھی نہیں گھبراتا۔

آپ ریاست میں ایک قابل اور لائق منشی مانے ہوئے تھے اور بفضلہ تعالیٰ قانونی ہر ایک قسم کی استعداد اور قابلیت رکھتے تھے۔ اور بڑے منتظم مانے جاتے تھے۔ اکثر تحصیلداران وغیرہ مقدمات اور انتظامی معاملات میں مشورہ کے لئے آپکے پاس آتے رہتے تھے۔ اور پیچیدہ مقدمات کے فیصلہ جات لکھنے کے لئے اسلئے آپکے پاس بھیجدیا کرتے تھے۔ حتی کہ تحصیل بھگواڑہ سے تبدیل ہو کر چلے جانے پر بھی دوسری جگہ سے یاد فرماتے رہتے تھے یا خود پہنچ جاتے تھے۔ قانونی کثرت انہماک کے باوجود آپنے کبھی انصاف اور دیانت کو ہاتھ سے نہ دیا۔ عدالتی کام کسی جگہ نہیں کیا تھا۔ مگر اس میں بھی اُن کی قابلیت کا سب کو اعتراف تھا۔ تحصیل بھگواڑہ میں کوئی تحصیلدار ایسا نہیں آیا۔ جس کو اُن کی شاگردی کا فخر حاصل نہ ہو بعض حکام بالا آپ کو سربراہ تحصیلداران کے نام سے بلایا کرتے تھے۔ علاقہ کے اکثر پیچیدہ مقدمات کی تحقیقات کیلئے آپ کو منصف قرار دیا جاتا تھا اور آپکی کوشش یہی ہوتی تھی کہ فریقین میں باہمی مصالحت ہو جائے اور آپ اس میں سو فیصدی کامیاب ہوتے تھے۔ اکثر ایسے پیچیدہ مقدمات میں کامیابی پر حکام حیران رہ جاتے تھے۔ معلوم نہیں آپ کو یہ ڈھنگ کہاں سے آیا ہے کہ باہمی مصالحت فوراً کرادیتے ہیں۔ ہم نے تو ہر چند کوشش کی۔ مگر فریقین کسی طرح پر بھی راضی نہ ہوئے۔ بالآخر آپکے پاس ہی بھیجنا پڑا۔ آپکے فیصلہ کی اپیل نہ ہوتی تھی۔ اگر کسی نے کردیا تو فیصلہ بحال رکھا جاتا تھا۔ کیونکہ ہر ایک قانونی نقطۂ نگاہ کو مدنظر رکھ کر فیصلہ کیا جاتا تھا اور مکمل ہوتا تھا۔ آپ کی راستبازی اور انصاف کا علاقہ بھر میں چرچا تھا۔ اور یہی وجہ تھی کہ آپکا تمام علاقہ پر خاص رعب اور اثر تھا۔ اور علاقہ کے زمیندار آپ کی انگلی کے اشارے تھے۔

Utmost

مقدمات کی تحقیقات کیلئے جب آپ باہر تشریف لیجاتے تو کھانا ساتھ پکوا کر لے جاتے کبھی کسی اہل مقدمہ کے ہاں کھانا پانی تک بھی نہ پیتے تھے۔ حالانکہ ہر ایک کی یہی خواہش ہوتی تھی بلکہ آپ کو کھلانا اپنے لئے موجب برکت سمجھتے تھے۔ آپ یہی جواب دیتے کہ تم میرے بھائی ہو مگر ایسے موقعہ پر نہیں کھا سکتا یہ خلاف شریعت ہے۔ اگر دور کسی تحقیقات پر جانا اور رات وہاں ٹھیرنا ہوتا تو اپنا کھانا خود تیار کراتے تھے۔ یا بعض اوقات غیر آدمی کی (جس کا مقدمہ کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہو) درخواست پر اُس کی دعوت منظور فرمالیتے۔ حدود شریعت کے اندر رہ کر کسی کی دل شکنی نہ کرتے تھے۔ حتی الوسع دلداری کیا کرتے تھے

مہاراجہ صاحب بہادر جب بھگواڑہ سالانہ دورہ پر تشریف لاتے تھے تو جو ایڈریس زمینداران علاقہ کی طرف سے اُن کو دیا جاتا تھا وہ والد صاحب ہی تیار کرتے تھے اور خود ہی دربار میں پڑھ کر سناتے تھے

ایکدفعہ زمینداران علاقہ کی طرف سے کچھ تکالیف کا اظہار کرکے سرکار سے امداد چاہی۔ اسپر مہاراجہ صاحب بہادر نے والد صاحب کو آنریری مجسٹریٹ کے اختیارات دربار میں ہی علاقہ تحصیل بھگواڑہ کیلئے عطا فرمائیے۔ فرمایا کہ "ہم منشی حبیب الرحمان کو آنریری مجسٹریٹ کے اختیارات دیتے ہیں" یہ ایک بالکل نئی بات تھی۔ کیونکہ اسطرح دربار میں ہی کبھی احکام صادر نہیں کئے گئے۔ بلکہ وعدہ کرلیا کرتے ہیں کہ غور کرینگے۔ اور کپورتھلہ جاکر احکام صادر فرمادیا کرتے تھے مگر والد صاحب کو اسطرح دربار میں اختیارات دینا بالکل نئی بات تھی۔ جس سے بہت بڑی عزت افزائی کی گئی۔ اور حاضرین دربار اور پھر دوسرے لوگوں کی طرف سے ڈبل مبارکبادی کے ہدیے پیش ہوئے۔ آپ ممبر اسمبلی ریاست۔ ممبر لوکل بورڈ (اس میں آپ قریباً ۲۲ سال تک سرکاری نامزد شدہ ممبر رہے ہیں) پریذیڈنٹ پنچایت۔ سکرٹری انجمن زراعت رہے ہیں۔

ان باتوں کی موجودگی میں آپنے کبھی اپنی ذاتی قابلیت یا وجاہت کا اظہار نہیں کیا۔ بلکہ یہی فرمایا کرتے تھے کہ یہ سب کچھ مجھ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل ہی ملا ہے۔ میری ایسی تعلیم نہیں (آپ میٹرک پاس تھے) علمی قابلیت جسقدر بھی مجھ کو حاصل ہوئی ہے۔ یہ سب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے مطالعہ ہی سے ... حاصل ہوئی ہے۔ یہ شہرت اور عزت۔ اور یہ فہم اور فراست سب حضور کی غلامی کی طفیل ملی ہے۔ ورنہ میری ذاتی قابلیت اور لیاقت اور ظاہری وجاہت کچھ نہیں ہے۔

آپ ہندو کی دوکان سے کوئی چیز نہیں خریدا کرتے تھے بالخصوص کھانے کی چیزیں۔ اور ہمیں بھی یہی ہدایت رہتی تھی کہ حتی الوسع ہندوؤں کے ہاں سے نہ خریدا کرو۔ پہلے مٹھائی چونکہ ہندو تیار کرتے تھے (اب تو مسلمان دوکانیں بھی ہو گئی ہیں) اسلئے مٹھائی کبھی نہیں کھاتے۔ اگر تحفہ کے طور پر کسی جگہ سے آتی تو خود نہیں کھایا کرتے تھے۔ خواہ کیسی ہی اعلیٰ درجہ کی اور خاص طور پر تیار شدہ کیوں نہ ہوتی۔

آپ کو نفرت تھی۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی طرف سے اس قسم کی احتیاط کا ارشاد ہوا۔ تو پھر اس حکم کی تعمیل کے لئے خاص احتیاط فرماتے تھے۔ اگر بطور تحفہ کسی جگہ سے مٹھائی وغیرہ آتی تھی۔ تو ہمیں بھی کھانے نہ دیتے تھے۔ اس کی حوصلہ افزائی اور خوشی کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کا تحفہ لے لیا کرتے تھے۔ اور کسی کو دے دیتے تھے۔ یہ کہہ کر چونکہ یہ ہندو کے ہاں کی تیار شدہ ہے اسلئے اگر تم نے کھانی ہو تو لے لو۔ پھر جن لوگوں کو یہ علم ہو گیا کہ آپ ہندو کی تیار شدہ مٹھائی نہیں کھاتے۔ وہ احتیاط کرتے۔ اور مسلمان کی دوکان سے مٹھائی لاتے اور پیش کرنے سے قبل عرض کر دیتا کہ یہ مٹھائی مسلمان کی دوکان سے لایا ہوں۔ آپ ضرور کھائیں۔ پھر آپ کھا لیتے۔

آپ کسی بڑے سے بڑے یہاں تک کہ مہاراجہ صاحب سے بھی ملاقات کرتے وقت بلا کسی روک ٹوک آزادانہ طور پر باتیں کر لیتے تھے۔ مگر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے حضور میں جب حاضر ہوتے۔ تو حضور ایدہ اللہ کا ادب ان کے دل میں اسقدر تھا کہ حضور کے رعب سے زبان لڑکھڑاتی تھی۔ اور اپنی ملاقات میں حضور سے جو بات عرض کرنی ہوتی تھی لکھ کر لے جاتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ اس شخص (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ) کا اسقدر رعب ہے کہ میری آنکھیں سامنے نہیں ہوتیں۔ کئی باتیں عرض کرکے دریافت کرنی ہوتی ہیں۔ رعب کی وجہ سے بھول جاتا ہوں۔ اس لئے اب لکھ کر لے جاتا ہوں۔

فرماتے کہ ہم حضرت مسیح موعودؑ سے آزادانہ طور پر باتیں کر لیا کرتے تھے مگر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے روبرو زبان نہیں چلتی۔

فرماتے کہ ان کا (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ) کا دماغ ایسا ہے کہ میں نے آج تک کسی کا نہیں دیکھا معلوم ہوتا ہے کہ خداوند کریم نے ان کا خاص ہی دماغ بنایا ہے۔ اور خاص اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے۔

آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے متعلق خاص عقیدت رکھتے ہوئے یہ بارہا فرمایا کرتے تھے کہ اگر آپ (خلیفۃ المسیح الثانی) نبوت کا دعویٰ کریں تو سب سے پہلا میں ہوں گا جو آپ کو ماننے والا ہو گا۔

آپ کا اکرام ضیف تو زبان زد خلائق تھا۔ کسی مہمان کی خاطر و مدارات میں کبھی آپ نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ آئے دن اعلیٰ حکام کی دعوتیں رہتی تھیں۔ جن پر کافی صرف کر کے ان کے عیش و راحت اور مذاق و مرغوب طبع کا پورا پورا لحاظ رکھتے تھے۔ اور جس طرح بھی مہمان کو راحت حاصل ہوتی وہی صورت اختیار فرماتے تھے۔ خواہ رات دن ایک ہی کیوں نہ ہو جائے

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام دہلی لدھیانہ سے واپس دارالامان تشریف لے جا رہے تھے۔ حضور کے خدام بھی ہمراہ تھے۔ اکثر ننگل کریام وغیرہ کی جماعتیں حضور کی زیارت کے لئے پھگواڑہ اسٹیشن پر حاضر ہوئی تھیں۔ مگر محکمہ ریلوے کی غلطی سے حضور نے جس گاڑی سے روانہ ہونا تھا نہیں ہو سکے۔ اور دوسری گاڑی سے روانگی کا فیصلہ ہوا۔ مگر والد صاحب لدھیانہ سے پہلی گاڑی سے ہی اجازت لے کر آ گئے تھے۔ تا کہ ہم سب کو مطلع کر دیا جائے کہ حضور علیہ السلام اس گاڑی سے نہیں۔ بلکہ دوسری گاڑی سے تشریف لاویں گے۔ پھگواڑہ پہنچ کر دیکھا کہ گرد و نواح کی جماعتوں کے لوگ جمع ہیں۔ دیکھ کر بہت خوش ہوئے سب کو حضور کی آمد کی اطلاع کرکے سب احباب کو فرمایا کہ سب حاجی پور چلیں اور وہیں کھانا کھائیں کیونکہ گاڑی کے آنے میں ابھی دیر ہے۔ خود بھی کئی روز کے بعد سفر سے واپس آ رہے تھے اور سفر کی تکان کے باوجود اسٹیشن پر سے جنس (گوشت وغیرہ) کا انتظام کر کے سب بھائیوں کو ہمراہ لے کر حاجی پور روانہ ہو گئے

(باقی آئندہ)

میں کیوں کر احمدی ہوا؟

جناب ولی داد خان صاحب پریزیڈنٹ انجمن احمدیہ ظفروال سکنہ مرالہ کے حالات

میں محکمہ نہر میں ملازم تھا۔ سنہ ۱۹۰۷ء میں مقام بنگلہ خدایار ضلع لائل پور میں سب ڈویژنل آفیسر کی پیشی میں مثلخواں تھا۔ اتفاق سے شیخ اصغر علی صاحب احمدی کلرک تبدیل ہو کر وہاں آ گئے۔ اخبار "بدر" ان کے نام آتا تھا۔ ان سے لے کر میں بھی پڑھ لیا کرتا تھا۔ بلکہ شیخ صاحب نے کہا کہ مجھے کام کی کثرت رہتی ہے۔ آپ اونچی آواز سے پڑھ کر سنا دیا کریں۔ اخبار کے اثر سے میں نے ان سے کتابیں لے کر دیکھنی شروع کیں۔ شیخ صاحب کے نمونہ نے مجھ پر بہت اثر کیا۔ جلسہ کے قریب شیخ صاحب کے ایک دوست مرزا رحمت بیگ کا خط آیا کہ میں جلسہ پر جاؤنگا تاکہ تمام عمر شتر بے مہار کی طرح نہ گذر جاوے۔ ان الفاظ کا اثر مجھ پر بہت ہوا۔ اور میں نے بھی جلسہ پر جانے کی تیاری کر لی۔ رات کو جب قادیان گئے تو مجھے حقہ پینے کی منحوس عادت تھی۔ رات کو حقہ نہ ملا۔ صبح باہر نکلا تو ڈھاب سے کمہار مٹی اٹھا رہے تھے۔ ان کے پاس حقہ تھا۔ میں ان کے پاس بیٹھ گیا حقہ پینے لگا۔ میں نے کہا کہ یہاں حقہ نہیں ملتا۔ انھوں نے مجھے حقہ دے دیا اور کہا کہ جس کمرے میں تم ٹھیرے ہو۔ جب جاؤ تو وہیں چھوڑ جانا۔ ہم لے لینگے۔ ان کا یہ خلق مجھے اب تک یاد ہے۔

صبح کو معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام باہر تشریف لاویں گے۔ مسجد مبارک کے قریب تمام احمدی جمع ہو کر ایک دوسرے پر گرتے تھے۔ میں اکیلا دوسری گلی کے سرے پر کھڑا دعا کر رہا تھا۔ کہ الٰہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس راستہ سے تشریف لے آویں۔ تو سب سے پہلے مجھے زیارت نصیب ہو۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حضور مع صاحبزادہ صاحب (خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ) اسی راستہ سے نکل آئے۔ اور مجھے ایسا معلوم ہوا کہ جس طرح سورج بادل میں سے نکلتا ہے۔ میں نے دوڑ کر سب سے پہلے مصافحہ کیا۔ اور حضور آریوں کے بازار سے ہوتے ہوئے اس طرف تشریف لے گئے جس طرف ہائی سکول ہے۔ حضور جلدی جلدی چلتے تھے۔ اور لوگ دوڑ کر ملتے تھے تھوڑی دور چلکر ٹھیر جاتے تھے۔ غالباً نواب محمد علی صاحب کے باغ تک جا کر واپس تشریف لائے۔ اور جہاں اب مدرسہ کا ہال یا مسجد نور ہے وہاں بیٹھ گئے۔ اور سید حامد علی شاہ صاحب مرحوم نے نظم پڑھی۔ اسطرف کوئی آبادی کا نام و نشان نہ تھا۔ صرف موجودہ درخت بوہڑ نہایت ردی حالت میں تھا۔ واپسی پر مسجد اقصیٰ میں لیکچر دیا۔ حضور کی زبان مبارک میں پیاری پیاری لکنت تھی میں نے پڑھا ہوا تھا کہ وہ

بولن لگا اٹک کر لے
پٹاں نے ہتھ مارے

دوسرے میں نے ایک قلمی کتاب میں پڑھا تھا "مہدی کے بالوں کا عرق موتیاں کی طرح چمکتا ہوگا" یہ بھی میں نے بچشم خود دیکھا۔ جب مسجد اقصیٰ میں داخل ہوئے تو صحن کی طرف ایک ہندو کا مکان تھا جس کا چھت مسجد کے صحن کے برابر تھا ہم بہت سے آدمی جو اس کے مکان کی چھت پر سے گذرے تو اس ہندو نے بہت گالیاں دیں۔ اور تمام جماعت نے خاموشی سے سنیں حضرت صاحب نے اپنے لیکچر میں بہت تعریف کی کہ میں جماعت میں یہ روح دیکھنا چاہتا ہوں —

مئی سنہ ۱۹۰۸ء میں ایک اہل حدیث نمبردار میرے پاس ننگلیں کسی کام کے لئے آیا۔ اس کو معلوم ہو گیا تھا کہ میں احمدی ہو گیا ہوں۔ اس نے میرے ساتھ جھگڑا شروع کر دیا۔ آخر کہنے لگا اگر مرزا صاحب سچے ہیں تو میرے ہاتھ پر طاعون کا پھوڑا نکلے۔ میں نے اسی وقت کارڈ لے کر اس کے سامنے لکھ دیا کہ حضور اسوقت ایک اہلحدیث نمبردار میرے پاس بیٹھا ہوا ہے اور کہتا ہے کہ حضور سچے ہیں تو مجھے طاعون کا پھوڑا نکلے۔ اسوقت حضور لاہور آئے ہوئے تھے مجھے واپسی جواب گیا کہ اس کو کہدو کہ جلدی توبہ کرے۔ پھر وہ نمبردار مجھے نہ ملا اور نہ میں نے حضرت صاحب کا پیغام دیا۔ وہ معاملہ سرکاری لے کر داخل کرنے کے لئے لائل پور گیا۔ بعد ادخال معاملہ گاڑی میں بیٹھا۔ طاعون کا پھوڑا راستہ میں نکلا اور راہی ملک بقا ہوا۔

جب میری سسرال میں احمدی ہونے کی اطلاع ہوئی۔ تو پیر جماعت علی وہاں گئے ہوئے تھے۔ انھوں نے میرے خسر کو کہا کہ تمہارا داماد احمدی ہو گیا ہے تمہاری لڑکی کا نکاح فسخ ہو گیا ہے، تم لڑکی وہاں سے لے آؤ۔ میرے خسر نے جواب دیا کہ کیا ساری دنیا آپ کی مرید ہے کیا ہوا اگر میرے داماد نے مرزا صاحب کی بیعت کر لی ہے۔ لوگوں نے تو دنیا میں مختلف پیر بنائے ہوئے ہیں یہ بیچارہ تھا تو ان پڑھ مگر جواب خوب دیا۔ چونکہ اسکو سلسلہ کا کوئی علم نہ تھا۔ اور اس کی تمام برادری جمع تھی۔ جب فسخ نکاح کے لئے کہا گیا دل میں اسکو فکر ہو گیا۔ وہ بیچارا فوراً اٹھ کے میرے پاس پہنچا اور کہا کہ پیر صاحب نے کہا ہے کہ بوجہ بیعت نکاح فسخ ہو گیا ہے۔ میں نے دس شرائط بیعت اس کو سنا دیں اور کہا کہ میرے پیر نے مجھے یہ دینی احکام دیئے ہیں۔ جو نسا حکم اسلام کے برخلاف ہو میں چھوڑ دوں۔ اگر اپنی لڑکی کو لے جانا چاہتے ہو تو مع بچوں کے حاضر ہے۔ لے جاؤ۔ اس بزرگ نے کہا کہ فوراً میری بیعت کا خط لکھ دو۔ اسلام تو یہی ہے۔ میں نے کارڈ لیا اور انکی بیعت کا خط لکھدیا۔ یہ اپنے گاؤں میں اکیلا احمدی تھا۔ لوگ تکلیفیں دیتے رہے اور یہ برداشت کرتا رہا۔ تہجد خواں تھا۔ اب ان کا لڑکا مخلص احمدی ہے اخیر وقت تک اس نے احمدیت کو خوب نبھایا۔ جب میں بیعت کر کے واپس آیا تو میری بیوی نے مجھے کہا کہ میری بیعت کا خط لکھ دو۔ میں نے کہا کہ تم نے کون سا نشان دیکھا ہے۔ اس نے کہا کہ جس کی بیعت میں یہ تاثیر ہے کہ تم پابند صوم و صلوٰۃ ہو گئے ہو۔ اور گو پہلے بھی میرے ساتھ نرمی کا سلوک کرتے تھے۔ مگر اب جو سلوک ہے یہ نشان ہے میں نے بیعت کا خط لکھدیا۔ اب میری بیوی موصیہ ہے اور نہایت مخلصہ ہے۔ خلیفہ وقت کے حکم پر کئی دفعہ زیور اتار کر دے دیئے ہیں۔ یہ سب تحریر میری حلفیہ ہے

(ولیداد خان از مرالہ)

اخبار فاروق نصف قیمت میں

یہ اخبار جو خالص تبلیغی پرچہ ہے دارالامان قادیان سے مہینے میں چار بار شائع ہوتا ہے۔ اس میں اندرونی اور بیرونی مخالفین سلسلہ احمدیہ و معاندین اسلام کے اعتراضوں کے نہایت متانت سے مگر دنداں شکن جواب دیئے جاتے ہیں سالانہ چندہ چار روپے اور ششماہی دو روپے ہے۔ اس کی اشاعت بڑھانے کے لئے یہ تجویز کی گئی ہے کہ جدید خریداران مندرجہ ذیل پانچ روپیہ کی کتابوں میں سے جو دوست ایک سال کے لئے خریدار بنیں ان کو دو روپیہ کی اور جو چھ ماہ کے لئے خریدار بنیں ان کو ایک روپیہ کی کتابیں ان کی حسب پسند مفت بطور انعام دی جائیں۔ اسطرح گویا ان کو نصف قیمت میں یہ اخبار ملے گا۔ پس اگر آپ سال بھر کے لئے خریدار بننا چاہیں تو ذیل کی کتابوں میں سے دو روپیہ کی انتخاب کر کے فوراً اطلاع دیں۔ یہ کتابیں صرف فاروق کے چندہ سالانہ یا ششماہی میں وی پی کی جائیں گی محصولڈاک ذمہ خریدار ہوگا۔ یہ رعایت صرف ایک سو خریداران کو ملے گی۔ اس سے زائد تعمیل نہ ہوگی۔ جلد درخواستیں بھیجدیں۔

تبلیغ رسالت حضرت مسیح موعودؑ کے دو سال ۹۹ و ۹۸ء کے ان اشتہاروں کا مجموعہ جو حضور نے اتمام حجت کے طور پر اپنی صداقت کے لئے شائع کئے دو جلد قیمت عہ

تنقید صحیح مولوی جلال الدین صاحب شمس سابق مبلغ دمشق کی تصنیف بابی مذہب کی تردید میں قیمت ۸؍

مباحثہ مونگھیر (ہر دو حصہ) علاقہ بہار میں احمدیوں اور غیر احمدیوں کا جو مشہور مباحثہ ہوا تھا قیمت ۸؍

تجلیات رحمانیہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے رسالہ شہادات مرزا وغیرہ کا جواب از قلم باطل شکن مولوی اللہ دتا صاحب فاضل جالندھری حال مبلغ دمشق ۶؍

بطالوی انجام رئیس المکذبین مولوی محمد حسین بٹالوی کے آغاز و انجام کا پُر لطف تذکرہ اور بٹالوی کے متعلق پیشگوئی کا پورا ہونا۔ قیمت ۴؍

تحفہ مستریان مستریان مباہلہ کے فتنہ کا انکشاف اور ان کی دعوت مباہلہ کا مکمل جواب قیمت ۵؍

خطبات ممبر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے چار ابتدائی تاریخی خطبوں کا مجموعہ جو حضور نے گذشتہ سال احرار اور گورنمنٹ اور احمدی جماعت کے متعلق فرمائے قیمت ۴؍

چھوت کا بھوت مسلمانوں کو ہندوستان میں اپنی ہستی قائم رکھنے کے لئے جو کرنا چاہیئے۔ وہ اس میں بتایا گیا ہے قیمت ۲؍

تنبیہ زبان دراز آریوں کی تردید میں لاجواب رسالہ ۱؍

ایک مسلمان کا پیغام سکھوں کے نام
قیمت ایک آنہ

ویدک توحید کا آئینہ رد آریہ
قیمت ۲؍

ہدیہ قاسم (نظم میں) قیمت ایک آنہ

ہدایات زرین برائے مبلغین
قیمت ۵؍

ملنے کا پتہ

منیجر اخبار فاروق قادیان

قوم کا مذاق بہترین کتابوں سے بنتا ہے

انسان ہر حالت میں اپنے نفس کی تہذیب و تثقیف کا محتاج ہے۔ کیونکہ ایک بچہ۔ ایک جوان۔ ایک ادھیڑ اور اسی طرح ایک بڈھا۔ اور ایک عورت ہر وقت اپنے گرد و پیش کے حالات سے متاثر ہوتا ہے۔ روزمرہ ایسے واقعات ہر انسان کے سامنے آتے رہتے ہیں۔ جن سے ان کا نفس مسموم ہوتا رہتا ہے۔ اور اس زہر کو دور کرنے کی بہت ہی کم فکر کی جاتی ہے

تعلیم یافتہ انسانوں کے لئے اس زہر کا اثر اور بھی زیادہ وسیع ہے۔ جبکہ وہ عام انسانی اعمال سے متاثر ہونے کے علاوہ لغو اور بیہودہ لٹریچر کے مطالعہ سے بھی اپنے آپ کو مسموم کرتے رہتے ہیں

ہندوستان میں ہزاروں لاکھوں کتابیں ہر سال ایسی طبع ہوتی ہیں۔ جن سے ملک کا اخلاق بگڑتا ہے۔ مگر نہ تو ان کتابوں کے پڑھنے والے ہی کچھ محسوس کرتے ہیں اور نہ ملک کے لیڈر اور زعیم قوم کو اس زہر سے بچانے کی سعی کرتے ہیں۔ جن کو اس امر کا درد ہے کہ ملک کو اس مسموم ہوا سے نکال کر صحیح و صاف ہوا میں رکھا جاتے اور اس بگڑے مذاق کو درست کرنے کی سعی کیجائے کیونکہ قوموں کی زندگی ان کے اخلاق معیار کے بلند ہونے سے ہی ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ جن قوموں کے اخلاق پست ہوتے ہیں وہ پستی کے گڑھے میں گر جاتی ہیں۔ تو ان کا درد ان کو مجبور کرتا ہے کہ ملک کے اخلاق کو اعلیٰ درجہ کے لٹریچر سے درست کریں ایسے لوگ ملک کے حقیقی بہی خواہ ہوتے ہیں۔ ان ہی میں سے ایک **میاں سلطان احمد صاحب وجودی** ایم۔ آر۔ اے۔ ایس بھی ہیں۔ جنھوں نے قومی مذاق کو درست کرنے کے لئے اپنے اوقات کا بہترین حصہ صرف کیا ہے اور ملک کے لئے بہترین لٹریچر مہیا کیا ہے۔ چنانچہ ملک کے بہترین انشاء پردازوں اور دردمندان قوم نے اس لٹریچر کو بہت پسند کیا ہے۔ میں ان کی سعی کو بہت ہی استحسان کی نظر سے دیکھتا ہوں۔ اور ہر اس شخص سے جو مفید اور بامذاق لٹریچر پڑھنے کا خواہشمند ہو اپیل کرتا ہوں کہ وہ وجودی صاحب کی کتابوں کے مطالعہ سے اپنے مذاق سلیم کو روشن کرنے اور اس غرض کے لئے **نظامیہ بک ڈپو بٹالہ** سے اس سکیم کو طلب کرے۔ جو انھوں نے وجودی صاحب کی کتابوں کو کم قیمت طریق سے اپنے مستقل خریداروں کے ہاتھوں تک پہنچانے کی تجویز کی ہے۔

مینے بھی اس سکیم کو دیکھا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس فائدے کے مقابلہ میں جو ان کتابوں کے مطالعہ سے حاصل ہوگا۔ اس سکیم پر عمل کرکے روپیہ خرچ کرنے والے دوست بہت فائدے میں رہیں گے

پس جو احباب میری اس رائے سے اتفاق کریں۔ وہ سکیم کے کسی ایک درجے کے ممبر بن سکتے ہیں۔

(محمود احمد عرفانی)

ضروری گذارش

جن احباب کی طرف سے ابھی تک سنہ ۳۴ء اور ۱۹۳۵ء کا چندہ اخبار الحکم وصول نہیں ہوا۔ وہ مہربانی فرما کر اپنی پہلی فرصت میں جس سال کی قیمت اُن کے ذمہ نکلتا ہو ارسال فرما کر ممنون فرمائیں یا دوبارہ وی پی کی اجازت دیں۔ کیونکہ اکثر احباب وی پی واپس کر دیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے دفتر کو نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔

منیجر اخبار الحکم قادیان

THE STARHOSIERYWORKS. L.T.D. QADIAN

قومی تجارت کو فروغ
دینے کے لیے

دی سٹار ہوزری ورکس لمیٹیڈ کے حصص خرید فرمائیں قیمت فی حصہ دس روپے ہے
جو مندرجہ ذیل طریق پر قابل ادا ہیں

درخواست کے ہمراہ	دو روپے فی حصہ	
تخصیص حصص	تین روپے فی حصہ	
مطالبہ اول	مبلغ دو روپے آٹھ آنے	ان ہر دو مطالبوں میں کم از کم تین ماہ کا وقفہ ہوگا
مطالبہ ثانی	" " "	

مزید معلومات کیلئے دفتر سے خط و کتابت فرمائیں

خادم:- جنرل منیجر دی سٹار ہوزری ورکس لمیٹیڈ قادیان

سالانہ جلسہ پر الحکم کا خاص نمبر شائع ہوگا

اس سال خدا تعالیٰ کے رحم اور فضل کے ساتھ میں امید کرتا ہوں کہ جلسۂ سالانہ پر الحکم کا خاص نمبر شائع کر سکونگا یہ خاص نمبر الحکم کا ہی خاص نمبر نہیں ہوگا۔ بلکہ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی صحافت میں

ہر ایک لحاظ سے خاص نمبر ہوگا۔ مضامین کے لحاظ سے ابھی اس کی تفصیل نہیں دیجا سکتی۔ تاہم خلاصۃً کہا جا سکتا ہے۔ کہ

(۱) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض گرامی ناموں کے فوٹوز شائع کئے جائینگے

(۲) سلسلہ کی تاریخ کے بعض نادر اوراق ہونگے

(۳) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت و سوانح حیات کے بالکل غیر مطبوعہ اور نایاب اوراق شائع کیئے جائینگے

(۴) بزرگان سلسلہ کے نادر اور اچھوتے مضامین

(۵) بلند پایہ شعراء سلسلہ کا تازہ کلام

(۶) نور الدین اعظمؓ مولانا عبد الکریمؓ شہدائے احمدیتؓ کی سیرتوں کے بعض لطیف ابواب

(۷) بعض ضروری فوٹوز

اس کے علاوہ

بہت سی اہم معلومات کا خزانہ بھی جمع کر دیا جائے گا

یہ نمبر سو صفحات کا مجموعہ

ہوگا جس کی لکھائی۔ چھپائی اور کاغذ کا بھی خاص خیال رکھا جائے گا۔

چونکہ یہ نمبر الحکم کے خاص نمبروں سے بالکل جداگانہ چیز ہوگا۔ اسلئے ہر وہ دوست جو خاص نمبر خریدنا چاہیں ایک کارڈ لکھ کر اپنا نام ابھی سے نوٹ کرا دیں

چونکہ اس نمبر کی طباعت و اشاعت پر سینکڑوں روپیہ صرف آئے گا۔ اسلئے ضرورت سے زائد نمبر شائع نہیں کئے جائینگے۔ یاد رہے کہ

خاص نمبر کا کام

ابھی سے شروع کر دیا گیا ہے

باوجود ان خوبیوں کے خاص نمبر کی قیمت صرف

ایک روپیہ

ہوگی

احباب جلد آرڈر دیکر اپنا نام درج کرا دیں ورنہ

حسرت رہیگی دل میں خرید نہ کرا سے

الحکم کے خاص نمبر کیلئے اشتہارات

الحکم کا خاص نمبر بالکل نادر اور اچھوتا نمبر ہوگا۔ انشاءاللہ تو ایک معقول تعداد میں شائع ہوگا۔ تجار اور سلسلہ کی فرموں کے لئے یہ اچھا موقع ہے احباب ابھی سے اشتہارات کیلئے جگہ ریزرو کرالیں۔ اور تمام خط و کتابت بنام منیجر الحکم قادیان کریں

درخواستیں بنام

ایڈیٹر اخبار الحکم قادیان آنی چاہئیں

اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی پرنٹر و پبلشر چھپکر دفتر اخبار الحکم قادیان